

WWW.ITTEHAD.ORG

Semahi

QAFLA-E-HAQQ

SARGODHA
PAKISTAN

ترجمان فکر امین ملت مولانا محمد اسحاق مسعود اذکاروی

سیدہ امی قافلہ حق مرکز اہل سنت

جلد نمبر ۲ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

مدیر مولانا محمد الیاس گھمن

اصول
حدیث
اوقار و می

اصول
حدیث

قافلہ حق

مولانا ابوبکر غازی پوری کا سفرنامہ



مركز اہل سنت والجماعۃ 87

ترجمان فکر امین ملت مولانا محمد امین صفدر اویکار دہلی

قافلہ حق

جلد نمبر 1 رجب شعبان رمضان المبارک 1438ھ ۴۴۳ نمبر 3

فلسفہ و حکمت

ام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد سرفراز خان صنفہ دامت برکاتہم العالیہ
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم العالیہ
قطب العصر مرشد العلماء حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ دامت برکاتہم العالیہ

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ

مولانا ابوالحسن صاحب مدظلہ

مولانا ابن خان محمد صاحب مدظلہ

قیمت ۱۵ روپے

مجلس مشاورت

مولانا عبداللہ عابد و راج صاحب
مولانا محمد محمود عالم صفدر صاحب
مولانا امجد سعید صاحب
مولانا عابد جمشید رانا صاحب
محمد عمران صفدر صاحب مدظلہ

مولانا محمد اللہ دتہ بہاولپور مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جونی ایڈوکیٹس روڈ گوالیار
Tel: 048-3881487 / Mob: 0307-8156847

فہرست

5	ندائے قافلہ حق..... مدیر کے قلم سے.....
9	اصول حدیث..... مولانا محمود عالم صفدر.....
19	رفع الیدین..... علامہ عبدالغفار ذہبی.....
28	صحابہ اور غیر مقلدین..... محمد عمران صفدر.....
36	ملفوظات اوکاڑوی..... مولانا اللہ دتہ بہاولپوری.....
38	سفرنامہ..... مولانا محمود عالم صفدر.....
49	اکاذیب غیر مقلدین..... مولانا علامہ عبدالغفار ذہبی.....
59	آراء طلباء تخصص..... ادارہ.....
64	قافلہ باطل سے قافلہ حق..... مولانا ابن خان محمد.....
66	تصحیح اغلاط..... ادارہ.....

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

Mob: 0307-8156847 Tel: 048-3881487



از قلم مدیر

علمائے قافلہ

ائمہ اربعہ امام کعبہ کی نظر میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مئی 2007 کے آخری ایام میں حرم کی کے خطیب و امام حضرت الشیخ عبدالرحمن السدیس حفظہ اللہ تعالیٰ جامعہ اشرفیہ کی دعوت پر پاکستان تشریف لائے۔ حضرت شیخ موصوف کو اللہ رب العزت نے جو سوز آواز، درد دل، دعاؤں میں آہ و فغاں، حسن تلاوت، علم و عمل اور حرم پاک کی نسبت عظیم سے نوازا ہے وہ بہت ہی کم بندگان خدا کو نصیب ہوتی ہے۔

بایں وطن عزیز کے لئے یہ نسبت ہی کیا کم تھی کہ الشیخ موصوف مرکز تجلیات ربانی مولد محبوب کبریا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بنائے ہوئے کعبۃ اللہ مسجد حرام کے امام ہیں۔

چنانچہ وطن عزیز کے مسلمانوں نے جب سنا کہ حضرت الشیخ و وطن عزیز میں تشریف لارہے ہیں تو گویا خوشی سے جھوم اٹھے۔ اپنے محبوب امام کی اقتدا میں ایک نماز ادا کرنے کی غرض سے راتوں کی نیند قربان کی اور نماز فجر میں بعد از عشاء ہی جائے نماز پر جوق در جوق جمع ہونا شروع ہو گئے حتیٰ کی مقام نماز پر تل رکھنے کی جگہ بھی نہ رہی اور میلوں تک فرزندان توحید کی صفیں لگ گئیں۔ شیخ موصوف کی آمد پر ہر طبقہ نے اپنے مزاج کے مطابق محبت و چاہت کا اظہار کیا، گلی کوچوں کو بینرز وغیرہ سے سجایا گیا کوئی تو فرط محبت و جذبہ ایمان سے سرشار تھا اور کچھ وہ بھی قابل رحم لوگ تھے جو فریضہ نمک حلائی کی ادائیگی میں کوشاں تھے، امام کعبہ کی پاکستان تشریف آوری سے جہاں بے شمار اہل ایمان کو راحت قلبی اور انتہائی محبت حاصل ہوئی وہاں کئی راز سرِ بطن بھی

آشکارا ہوئے کھلی آنکھوں سے دیکھنے والوں نے دیکھ کر اور کانوں سے روئی نکال کر سننے والوں نے امام حرم کی زبانی سن کر جان لیا کہ دور حاضر کے فتنہ پرور غیر مقلدین کے ائمہ حرمین پر جو جوتہمتیں تھوپیں ہوئی تھیں وہ رافضی عقیدہ ثقیہ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ امام حرم نے نماز فرض ادا کرتے ہوئے ہاتھ سینہ پر رکھنے کی بجائے ناف پر رکھ کر اپنے حنبلی مذہب کی ترجمانی کی۔

اور 3 جون 2007 پنجاب ہاؤس اسلام آباد خطبہ میں ائمہ کرام کی تقلید پر جو کچھ فرمایا وہ ہر صاحب فراست کے لئے درس عبرت ہے، مگر افسوس کہ ضدی اور ہٹ دھرم غیر مقلدین نے امام کعبہ کی نصیحت کو تو کیا قبول کرنا تھا اللہ دھوکے بازی اور دین کے نام پر دجل بازی کو گرم کرتے ہوئے امام حرم پر ایسا بدترین الزام عائد کیا جس کا شیخ سدیس کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہوگا، چنانچہ ثقیہ بازی کے سابقہ ریکارڈ توڑتے ہوئے امام حرم پر بلکہ تمام ائمہ حرمین پر یہ الزام عائد کیا کہ وہ کسی خاص مسلک یا فقہی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے، گویا وہ پاکستان کے غیر مقلدین کی طرح لامذہب ہیں چنانچہ جماعۃ الدعوة کے ترجمان ہفت روزہ اخبار غزوہ جلد نمبر 6 - 16 تا 20 جمادی الاولیٰ 1428ھ آخری رنگین صفحہ پر محمد بن صالح المنجد کا مضمون ”امام کعبہ الشیخ عبدالرحمن السدیس“ حالات زندگی پر ایک نظر کے تحت لکھا ہے ”وہ ائمہ حرم کی طرح امام الشیخ عبدالرحمن السدیس کا تعلق بھی کسی خاص فرقے یا فقہی مذہب سے نہیں، نہ وہ کسی خاص امام کے مقلد ہیں، فرقوں اور فقہی مذاہب سے بالاتر ہونے کے باعث ان کو پوری دنیا میں غیر متنازع حیثیت حاصل ہے۔“

قارئین کرام یقیناً جابجاء دنیا میں جھوٹ بولنے والوں کی کمی نہیں مگر ایسے جھوٹ بولنے والے کیا اب لوگ ہی ہوں گے جن کے جھوٹ کو ریت کی دیوار

بھی نصیب نہ ہو سکے۔“ غزوہ کی یہ عبارت سامنے رکھ کر ذرا آپ امام حرم شیخ سدیس ہی کا بیان جو انہوں نے 3 جون پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کیا وہ ملاحظہ فرمائیں، ائمہ مجتہدین کا تذکرہ فرماتے ہوئے انہوں نے فرمایا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبلؒ یہ تمام حضرات کتاب وسنت کے اتباع کرنے والے تھے اور تمام مسلمانوں پر ان کا ادب واحترام لازم ہے اور ان کی رہنمائی میں قرآن وسنت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ امام کعبہ نے اپنے خطبہ میں ائمہ کرام کی توحصین وتحقیر کرنے والے اور ان کا تذکرہ بے ادبی سے کرنے والوں کو جاہل، بے وقوف اور کم عقل قرار دیتے ہوئے اپنی روش سے باز رہنے کی تلقین کی۔

امام کعبہ نے اجتہادی اختلافات کو برحق قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح کے اجتہادی اختلافات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے چلتے آرہے ہیں مگر ایسے اجتہادی اختلافات پر نبی ﷺ نے کبھی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں حوالہ دیا کہ نبی اکرم ﷺ کے دور میں صحابہ کرامؓ ایک ہی مسئلہ کے مختلف فقہی پہلوؤں پر بیک وقت عمل کرتے تھے۔ بنوقریظہ کے ساتھ جنگ کے لئے جاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ جلدی وہاں پہنچو اور عصر کی نماز وہیں ادا کرو۔

اس بعض صحابہ کرام نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تاخیر ہونے کے باوجود بنوقریظہ میں پہنچ کر نماز ادا کی جبکہ بعض نے راستہ میں قضاء ہو جانے کے خوف سے وہاں پہنچنے سے پہلے ادا کر لی، یہ مسئلہ بارگاہ نبوت میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے کسی کو بھی کچھ نہ فرمایا بلکہ دونوں کی تصویب فرمائی اور فرمایا کہ مجتہد بھی جب اجتہاد کرتا ہے اگر اس کا اجتہاد درست ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دواجر اور اگر خدا نخواستہ درست نہ ہو تو ایک

اجر ضرور عطا فرماتے ہیں۔

وہ ہر حال میں ماجر ہے کسی طور پر بھی مطعون نہیں۔ ائمہ مجتہدین نے مسائل میں قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کیا اور پوری امت مسلمہ ہر دور میں ائمہ اربعہ کی تقلید میں قرآن و سنت پر عمل پیرا رہی ہے اور آج بھی عمل کر رہی ہے لہذا ائمہ کرام کی گستاخی اور بے ادبی سے اجتناب ضروری ہے اور انکی بے ادبی ہلاکت، تباہی اور بربادی دنیوی و اخروی خسران کا موجب ہے۔ امام کعبہ نے مشہور مورخ ابن عساکر کا قول پیش کر کے اشارہ کیا کہ ائمہ مجتہدین کی گستاخی کرنے والا سوء خاتمہ کا شکار ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام اب ذرا غیر مقلد محسنوں کے اور امام حرم کے خطبہ کو سامنے رکھ کر غور فرماؤ کہ جو اس قدر دین و لیری سے بھوکہ دفریب میں عوام الناس کو جھٹا کرتا ہے۔ ان پر کہاں تک اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ غیر مقلدین کا ائمہ حرمین کو لاندہب قرار دینا بدترین جھوٹ ہے۔ سچ یہ ہے کہ سعودی عرب کا سرکاری مذہب حنبلی ہے۔ اور ائمہ حرمین فروعیات میں امام احمد بن حنبل کی تقلید کرتے ہیں۔ آج تک کسی امام حرم نے ائمہ اربعہ کی تقلید کرنے کو نہ حرام قرار دیا اور نہ ان ہی سے کسی کی تقلید کو ترک کیا۔ جبکہ غیر مقلدین ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کرنے کو شرک قرار دیتے ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ائمہ حرمین چونکہ امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں لہذا وہ مشرک ہیں۔ غیر مقلدین عارضی منافع کے لئے اپنے آپ کو سعودیہ میں حنبلی اور سلفی کہتے ہیں اور وطن عزیز میں سلف کو برا بھلا اور انکے مقلدین کو مشرک کہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عوام کا بہت بڑا طبقہ گمراہی کی دلدل میں پھنس چکا ہے۔

اصول حدیث

(مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی مدظلہ)

والمحدثون يسمون المرفوع والموقوف بالاثر و فقهاء خراسان
يسمون الموقوف بالاثر و المرفوع بالخبر و الحديث [قواعد في
علوم الحديث ص 25]

ترجمہ:- محدثین مرفوع اور موقوف کو اثر کہتے ہیں اور فقہاء خراسان موقوف روایت کو
اثر اور مرفوع روایت کو حدیث اور خبر کہتے ہیں۔ "اسی وجہ سے محدث کو اثری بھی کہا
جاتا ہے۔

متن:- المتن هو الفاظ الحديث التي تتقوم بها المعاني
ترجمہ:- وہ الفاظ حدیث جن کے ساتھ معانی قائم ہوتے ہیں۔

سند: السند الطريق الموصلة الى المتن و بهذا ظهر ان المتن هو
غاية ما ينتهي اليه الاسناد من الكلام و قال ابن جماعة المحدثون
يستعملون السند و الاسناد لشئني واحد (تدريب الراوي ص 10)
ترجمہ:- سند وہ راستہ جو متن تک پہنچاتا ہے۔ اور اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ متن
اس کلام کو کہتے ہیں جس پر سند کی انتہا ہو۔ ابن جماعةؒ نے فرمایا محدثین سند اور اسناد کا
لفظ ایک ہی شے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

مسند:- اس کے کئی معنی ہیں۔

[1] الحديث الذي اتصل بسنده من راويه الى منتهاه فشمল المرفوع
و الموقوف و المقطوع۔

ترجمہ:- جس حدیث کی سند راوی سے لیکر آخر تک متصل ہو اس کو مسند کہتے ہیں۔ اس تعریف کے اعتبار سے یہ مرفوع، موقوف، اور مقطوع کو شامل ہوگئی۔

یعنی اگر حدیث مرفوع ہے اور اسکی سند متصل ہے تو اس کو مسند کہیں گے اسی طرح اگر حدیث موقوف ہے یا مقطوع ہے اور سند متصل ہے تو اسکو بھی مسند کہیں گے۔

لكن اكثر ما يستعمل فيما جاء عن النبي ﷺ دون غيره و قال الحاكم وغيره لا يستعمل الا في المرفوع المتصل وهو الاصح.

ترجمہ:- لیکن اکثر اسکا استعمال مرفوع روایت پر ہوتا ہے۔ اس کے غیر پر نہیں ہوتا حاکم وغیرہ نے کہا ہے کہ مرفوع کے علاوہ اس لفظ کو استعمال نہ کیا جائے اور یہی اصح ہے۔

[2] الكتاب الذی جمع فیہ ما اسندہ الصحابة ای رووہ فہو اسم مفعول۔

ترجمہ:- وہ کتاب جس میں ان روایات کو ذکر کیا ہو جن کو صحابہ نے روایت کیا ہو۔ اس صورت میں مسند کا لفظ اسم مفعول ہوگا۔

[3] ان یطلق ویراد بہ الا سناد فیکون مصدرا۔

ترجمہ:- اس کو مطلق رکھا جائے اور اس سے مراد اسناد ہو یہ مصدر ہوگا۔

مسند:- هو من یروی الحدیث باسناد ہ سواء کان عنده علم بہ اولیس له الا مجرد رواية۔

ترجمہ:- مسند اس کو کہتے ہیں جو اپنی سند سے حدیث کو روایت کرے عام ہے کہ اس کے پاس اس حدیث کا علم بھی ہو یا محض روایت یاد ہو۔

محدث:- هو ارفع منه وهو من علم طرق اثبات الحديث وعلم عدالة رجاله وجرحهم دون المقتصر على السماع۔

ترجمہ:- محدث مسند سے شان میں بلند ہے اور محدث وہ ہے جو حدیث کو ثابت کرنے کے طرق سے واقف ہو حدیث کے راویوں کی عدالت اور جرح کا علم رکھتا ہو۔ صرف سماع پر اکتفا نہ کرے۔

قال ابن سید الناس و المحدث فی عصرنا من اشتغل بالحديث رواية و دراية و جمع رواة و اطلع على كثير من الرواة و الروایات فی عصره و تميز فی ذلك حتی عرف فیہ خطه و اشتهر فیہ ضبطه۔

ترجمہ:- ابن سید الناس ”فرماتے ہیں اور محدث ہمارے زمانے میں وہ ہے جو روایہ اور درایہ علم حدیث کے ساتھ مشغول ہو اور اس نے راویوں کو جمع کیا ہوا ہو۔ اور اکثر اپنے زمانے کے روات اور راویوں کے حالات سے واقف ہو۔ اور اس میں ممتاز ہو جائے حتیٰ کہ اس کا خط معروف ہو جائے اور اس کا ضبط مشہور ہو جائے۔

فان توسع فی ذلك حتی عرف شیوخہ و شیوخہ طبقة بعد طبقة بحیث یکون ما یعرفہ فی کل طبقة اکثر مما یجہلہ منها فهذا هو الحافظ (تدریب الراوی ص 7)

ترجمہ:- اگر اس میں مزید وسعت پیدا ہو جائے یہاں تک کہ اپنے اساتذہ اور اساتذہ کے اساتذہ کو بھی پہچانتا ہو۔ اس طرح ہر طبقہ کے مشائخ کا علم ہو اور ہر طبقہ کے اکثر

راویوں کی تعداد کی معرفت حاصل ہو جائے تو اس کو حافظ کہتے ہیں۔ قال الشيخ
تقی الدين السبكي :انه سئل الحافظ جمال الدين المزي عن حد
الحفظ الذي اذا انتهى اليه الرجل جاز ان يطلق عليه الحافظ قال
يرجع الى اهل العرف۔

ترجمہ:- شیخ تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حافظ جمال الدین المزیؒ سے
حفظ کی حد پوچھی کہ جس تک آدمی کے پہنچے پر اسے حافظ کہا جاسکے تو فرمایا اہل عرف کی
طرف رجوع کیا جائے گا۔

محدث ظفر احمد تھانویؒ فرماتے ہیں۔ ”وهذا هو الصواب ان مدار ذلك في
كل زمان على عرف اهله فالمحدث في زماننا من كان كثير
الاشتغال بمطالعة كتب الحديث و درسه و تدرسه باجازه
الشيوخ له مع معرفة معانى الحديث رواية و دراية و الحافظ من اذا
سمع الحديث عرف انه في الصحاح ام في غيرها وكان يحفظ الف
حديث فصاعدا بالمعنى و الحجة من كان قوله ان في الحديث
كذا حجة بين اقرانه لا ينكرونه عليه“ (حاشیہ قواعد فی علوم
الحديث ص 28)

ترجمہ:- اور یہی درست ہے کہ اس کا مدار اہل زمانہ کے عرف پر ہوگا۔ پس ہمارے زمانے
میں محدث وہ ہوگا جو کتب حدیث کے مطالعہ میں اور ان کی درس و تدریس میں کثرت سے
مشغول ہو اور حافظ وہ ہوگا جو جب حدیث کو سنے تو اسے معلوم ہو جائے کہ صحاح میں ہے یا
غیر میں اور ایک ہزار احادیث اسے بالمعنی یاد ہوں اور حجت وہ ہے جس کی بات اس کے ہم

زمانہ علماء حدیث کی صحت و ضعف کے بارے میں تسلیم کرتے ہوں۔

قاضی محمد علیؒ تھا نویں کشاف اصطلاحات الفنون میں لکھتے ہیں

فائدہ:- محدثین کے کئی مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ طالب کا ہے طالب اسے کہتے ہیں جو اس علم میں ابتدائی طور پر داخل ہوا ہو اور اس میں رغبت رکھتا ہو۔ پھر محدث کا مرتبہ ہے محدث اس کو کہتے ہیں جو استاذِ کامل ہو۔ اسی طرح شیخ اور امام بھی اسی کے ہم معنی ہیں پھر حافظ کا مرتبہ ہے۔ حافظ وہ ہے جس کا علم ایک لاکھ احادیث کو متن اور سند کے اعتبار سے محیط ہو یعنی اسناد کے ساتھ ایک لاکھ احادیث یاد ہوں اور ان احادیث کے راویوں کے حالات کو بھی جرح و تعدیل اور تاریخی اعتبار سے جانتا ہو۔ پھر حجت ہے حجت وہ ہے جس کا علم تین لاکھ احادیث کو محیط ہو۔ ابن المطری نے اسی طرح کہا ہے۔

2- علامہ جزریؒ فرماتے ہیں ”راوی اس کو کہتے ہیں جو حدیث کو سند سے نقل کرے اور محدث وہ ہے جو اس کی روایت کو اٹھائے اور اس روایت کا فہم حاصل کرے اور حافظ وہ ہے جو اس تک پہنچنے والی حدیث کی روایت کرے اور جن چیزوں کی طرف احتیاج ہوتی ہے ان کو محفوظ رکھنے والا ہو۔

3- میں (ظفر احمد عثمانی) کہتا ہوں اس میں اصطلاحات کا اختلاف ہر زمانے کے عرف کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور حاکم حجت سے اوپر کا مرتبہ ہے۔ حاکم وہ ہے جو تمام احادیث کا سند اور متن اور راویوں کے حالات کا جرح و تعدیل اور تاریخ کے اعتبار سے علم رکھتا ہو۔ مجھے اسی طرح یاد ہے اگرچہ اس کی تصریح اس وقت میں کہیں نہیں پارہا تھا۔ پھر اسی طرح میں نے شرح نخبۃ الفکر کے حاشیہ میں پالیا۔ اس میں ملا علی قاریؒ کی شرح الشرح کے حوالے سے یہ بات لکھی ہوئی تھی۔

4- جان لیجیے کہ محدثین کے ہاں متن پر بحث بہت کم کی جاتی ہے۔ بلکہ ان کے ہاں حدیث کی قوت اور ضعف وغیرہ کی صفات سے بحث کی جاتی ہے اور یہ بحث عدالت، ضبط، حفظ، غیر حفظ کے اعتبار سے راویوں کے اوصاف سے ہوتی ہے۔ اس طرح اس سے بحث ہوتی ہے کہ حدیث کے راوی قلیل ہیں یا کثیر۔ سند کے متصل، منقطع، مرسل، مضطرب ہونے کے اعتبار سے بحث ہوتی ہے۔ پس ان چیزوں کی وجہ سے حدیث صحیح، حسن، ضعیف، متواتر، اور مشہور خبر واحد کی طرف منقسم ہوتی ہے۔

5- پس متواتر وہ روایت ہے جو ایسی سند کے ساتھ نقل کی جائے جو اس بات تک پہنچائے جو حسی ہو صرف عقلی نہ ہو۔ اور اتنی تعداد اس کو نقل کرنے والی ہو کہ عقل ان کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال سمجھے یا وہ اس کو اپنی مثل سے ابتدا سے انتہا تک روایت کریں اور اس روایت جس پر انتہا ہو رہی ہو وہ کام حسی ہو پس نوع اول وہ ہے جس کا کوئی طبقہ نہیں ہے۔ اور ثانی وہ ہے جس کے دو یا اس سے زائد طبقے ہوں۔ پھر اس کی دونوں قسمیں علم ضروری کا فائدہ دیتی ہیں نہ کہ علم نظری کا اور کسی عدد معین میں منحصر نہیں ہے۔ اور یہ کثرت سے پائی جاتی ہے یہ بھی نہیں کہ متواتر بالکل معدوم ہی ہو یا موجود ہو لیکن قلیل۔ جنہوں نے متواتر کے قلیل الوجود ہونے کا گمان کیا ہے۔ یہ بات ان کے خلاف ہے۔ جب متواتر کی مکمل شرائط پائی جانے کے باوجود وہ یقیناً کا فائدہ نہ دے تو وہ کسی دوسرے مانع کی وجہ سے ہو گا نہ کہ اس کی ذات کی وجہ سے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے راویوں کی عدالت سے بحث نہیں کی جاتی۔

متواتر روایات کثرت سے موجود ہیں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

”ما ادعاه ابن الصلاح من العزة ممنوع وكذا ما ادعاه غيره من العدلان ذلك نشاء عن قلة الاطلاع على كثرة الطرق واحوال الرجال و صفاتهم المقتضية لا بعاد العادة ان يتواطئوا على الكذب او يحصل منهم اتفاقا (شرح نخبۃ الفكر)

ترجمہ:- اور ابن صلاحؒ نے جو متواتر کے قلیل الوجود ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ قابل تسلیم نہیں ہے۔ اور اسی طرح جس نے اس کے معدوم ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ بھی ممنوع ہے اس لئے کہ یہ بات تو کثرت طرق اور احوال رجال اور وہ صفات جو عادیۃ کذب کے محال ہونے یا اتفاق کذب کا عدم تقاضہ کرنے پر قلت اطلاع کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

علامہ سیوطیؒ حافظ ابن حجرؒ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قلت صدق شيخ الاسلام و براء و مقالہ هو الصواب الذي لا يمتري فيه من له ممارسة بالحديث و اطلاع على طريقه فقد و صف جماعة من المتقدمين و المتأخرين احاديث كثيرة بالتواتر (اتمام الدراية بشرح النقاية)

ترجمہ:- میں کہتا ہوں شیخ الاسلام نے سچ کہا اور بری ہو گئے جو انہوں نے فرمایا وہ درست ہے جس کو ادنیٰ سی بھی علم حدیث کے ساتھ مناسبت ہے اور اسکی اسناد پر اطلاع ہے وہ اس میں شک نہیں کرے گا۔ متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت نے بہت سی احادیث کو تواتر کے ساتھ متصف کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں، علامہ سخاویؒ نے فتح المغیث میں، ابراہیؒ نے مناقب

شافعیؒ میں، ابن تیمیہؒ نے الفرقان بن الحق والباطل میں، قاضی محبت اللہ بہاریؒ نے مسلم الثبوت میں اسکی امثلہ پیش کی ہیں
حدیث متواتر:-

وہ خبر ہے.....

(1) جس کی اسناد کثیر ہوں۔

(2) راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ عادیۃً ان راویوں کا جھوٹ پر اتفاق کرنا یا اتفاقہ ان سے جھوٹ صادر ہونا محال ہو

(3) یہ کثرت ابتداء سے انتہا تک یکساں ہو، کسی جگہ کمی نہ واقع ہو۔

(4) اور مفید علم یقینی ضروری ہو۔

(5) اور خبر کا تعلق عقل سے نہیں بلکہ حس سے ہو۔

یہ پانچ شرطیں جو بیان کی گئیں انہیں پر تواتر کا تحقق موقوف ہے لیکن متواتر ان شرائط کے ساتھ مباحث علم الاسناد سے خارج سمجھی جاتی ہے، اس لئے کہ علم الاسناد میں صحت یا ضعف حدیث سے بغرض وجوب عمل یا ترک عمل بحث کی جاتی ہے یہ بحث رجال ہوا کرتی ہے اور متواتر بلا بحث واجب العمل سمجھی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ متواتر کی یہ تعریف تواتر اسنادی کے اعتبار سے ہے۔ تواتر کی کل چار قسمیں ہیں۔ ان کو بیان کرنے سے قبل چند اور باتیں جو کہ انتہائی ضروری ہیں نقل کی جاتی ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے متواتر کے بارے میں فرمایا ہے "و المتواتر لا یبحث عن

رجاله بل یجب العمل به من غیر بحث۔

ترجمہ:- اور متواتر کے رجال سے بحث نہیں کی جاتی بلکہ بغیر بحث کے اس پر عمل

واجب ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں۔ (شرح نخبۃ الفکر ص 25)

”المتواتر فانہ صحیح قطعاً لا یشتراط فیہ مجموع ہذہ الشروط
(تدریب الراوی)۔

ترجمہ:- متواتر یقینی طور پر صحیح ہوتی ہے اس میں ان (خبر واحد کی صحت والی) شرائط کا پایا جانا شرط نہیں۔

ابن الحسبلیؒ لکھتے ہیں ”ومن شانہ ان لا یشرط عدالة رواۃ“۔

ترجمہ:- خبر متواتر کی شان یہ ہے کہ اس کے راویوں کی عدالت شرط نہیں۔ (قفوالاثر

بحوالہ قواعد فی علوم الحدیث ص 32)

سلطان المحدثین ملا علی قاریؒ شرح الشرح لنخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں۔

المتواتر لا یستل عن احوال رجالہ

ترجمہ:- متواتر کے رجال کے احوال سے بحث نہیں کی جاتی۔

تواتر کی چار قسمیں ہیں:

خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں

التواتر علی انحاء تواتر اسناد و تواتر طبقة، وتواتر توارث و

تعامل وتواتر قدر المشترك

ترجمہ:- تواتر کی کئی قسمیں ہیں۔

(1) تواتر اسنادی

(2) تواتر طبقہ

(3) تواتر توارث و تعامل

(4) تواتر معنوی (نیل الفرقدین ص 30)

ماہ نامہ تاج، فقہ، اصولی علامہ زاہد بن حسن الکوثریؒ لکھتے ہیں

ان الاخبار الاحاد الصحيحة قد يحصل بتعدد طرقها تواتر معنوی

ترجمہ: اخبار صحیحہ کو اسناد کے متعدد ہونے سے تواتر معنوی حاصل ہو جاتا ہے۔

علامہ عبدالعلی محمد بن نظام الدین الکنہویؒ لکھتے ہیں۔ (مقالات کوثری ص 135)

ایراد الاسئلة و الاجوبة فعلى بعض المتون لا على قدر المشترك

المستفاد من الاخبار

ترجمہ:۔ سوال و جواب بعض متون پر ہیں نہ کہ مشترک پر جو کہ ان اخبار سے مستفاد

ہوتا ہے۔ (فوائح الرحموت ص 266 ج 2)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں

كله تواتر يفيد القطع۔ ترجمہ:۔ تواتر کی یہ چاروں اقسام متواتر ہیں اور یقین کا

فائدہ دیتی ہیں (نیل الفرقدین ص 30)



علامہ عبدالغفار دھیمی حفظہ اللہ سابق غیر مقلد کا غیر مقلد پر و فیسر محمد افضل چوہدری کی تحریر پر تبصرہ

﴿بسم الله الرحمن الرحيم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی ازواجہ

و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین﴾

تمہید:- اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر ہے جس نے اویان عالم کے مقابلے میں دین اسلام عطا فرمایا اور کافروں کے مقابلے میں ہمارا نام مسلمان رکھا۔ اور یہودیوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں ہم محمدی ہیں اور اہل بدعت کے مقابلے میں ہمارا نام اہل السنۃ والجماعۃ نبی اقدس ﷺ نے رکھا اور اسلام کے اندر اجتہادی اختلاف میں ہماری نسبت امام ابوحنیفہؒ کی طرف ہے یعنی ہمارا نام اہل السنۃ والجماعۃ الحنفی ہے۔

ہمارے دلائل شرعیہ چار ہیں (1) کتاب اللہ (2) سنت رسول اللہ (3) اجماع امت صحابہؓ و تابعینؓ و غیرہم (4) قیاس مجتہد۔

یعنی ان چار دلائل سے یا کسی ایک دلیل سے ہمارا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ اہل اسلام فقہاء و محدثین ان کو اذیۃ الاربعہ کہتے ہیں اور یہی مذہب و مسلک ہے صحابہؓ و تابعینؓ و ائمہ مجتہدینؒ و ائمہ محدثینؒ و علما سلف و خلف کا خصوصاً ائمہ اربعہ امام اعظمؒ فی الفقہ ابوحنیفہؒ التابعی، و امام مالکؒ بن انس و امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور ائمہ صحاح ستہ کا بھی یہی مذہب و مسلک ہے۔

سبب تحریر:- یوں تو امت محمدیہ ﷺ میں سینکڑوں مسائل میں اختلاف ہے مگر مسئلہ رفع یدین فی الصلاۃ میں بھی اختلاف چلا آ رہا ہے اور یہ مسئلہ بھی منصوص مسائل میں

سے ایک ہے۔ احادیث متعارض ہونے کی وجہ سے اور پھر ائمہ مجتہدین کے نزدیک اجتہادی اختلاف کی وجہ سے اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔

نصوص کی صراحت ترک و نسخ رفع یدین سوائے تکبیرۃ الاحرام فی الصلاۃ مکتوبہ والسنن والنوافل سوی الوتر والعیدین ہی کو ثابت کرتی ہیں اور ترک و نسخ رفع یدین سوائے تکبیر تحریمہ کا مذہب و مسلک ہی صواب و درست ہے مسئلہ کیونکہ علمی تھا اور مختلف فیہ اور اجتہادی بوجہ احادیث متعارضہ تھا تو اس مسئلہ پر بات و تحقیق بھی اہل علم خصوصاً مجتہد ماہر شریعت اور محدث و عالم ماہر حدیث کی قبول ہوتی مگر قیامت کی نشانی ہے کہ جاہل جو علوم اسلامی سے کورے انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں نے منصب اجتہاد و منصب محدث پر بغیر شرائط و اہلیت کے قبضہ کر رکھا ہے۔

دین اسلام کے قائد و گائیڈ بنے ہوئے ہیں۔ انکی علمی حالت تو یہ ہے کہ چند گمراہ علماء کے لٹریچر یعنی رسائل کا مطالعہ کر کے اور مترجم و بی کتابوں کا مطالعہ کر کے محقق و مجتہد اور محدث بن بیٹھے ہیں جبکہ علم قرآن و علم حدیث کی الف با بھی نہیں جانتے اور فتویٰ بازی کی مشین چلا کر امت مسلمہ کی اکثریت جو سلفاً و خلفاً صحابہؓ و تابعینؓ و تبع تابعینؓ اور ائمہ فقہاء مجتہدین و محدثین و اولیاء اور عوام کی صورت میں ہے کو کافر یا مشرک یا بدعتی اپنے گمان سے ثابت کرتے ہیں اور اسلاف پر لعن و طعن کرتے ہیں اور اس حدیث کا مصداق

ہیں شلاً عن ابی ہریرۃ مرفوعاً لعن اخر هذه الامة اولها (ترمذی)
اللہ تعالیٰ انکو ہدایت عطا فرمائے۔

دعویٰ و عمل غیر مقلدین :- یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعات نماز میں چار مقام یعنی دس مرتبہ رفع یدین ہمیشہ کرتے رہے اور باقی یعنی اٹھارہ مرتبہ کی رفع یدین منسوخ ہے یا ثابت نہیں ہے اور آپ ﷺ نے ایک نماز بھی بغیر رفع یدین عند الركوع والی نہیں پڑھی یہی نبی ﷺ کا طریقہ یعنی سنت ہے۔

مذکورہ رفع یدین کا حکم :- ان میں چند نام نہاد محققین اسکو فرض کہتے ہیں اور بعض واجب کہتے ہیں اور بعض ان میں سنت غیر منسوخہ کہتے ہیں کما فی کتب غیر مقلدین۔

جواب دعویٰ و عمل اہل السنۃ والجماعۃ :- ہماری اور ہمارے اسلاف کی تحقیق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعت نماز میں اٹھائیس مرتبہ رفع یدین کرتے تھے کما فی کتب صحاح ستہ وغیرہ مگر اس پر آپ نے مواظبت اور ووام بھیجی نہیں فرمائی۔ تیس سالہ دور نبوت میں احکام نماز میں تبدیلی آتی رہی اس تبدیلی کی وجہ سے آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے علاوہ باقی مقامات کی رفع یدین ترک کر دی یعنی یہ منسوخ و متروک ہو گئی مگر ابتداء نماز کی رفع یدین آپ ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑی یہی سنت غیر متعارضہ ہے۔

تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا حکم :- ہم اہل السنۃ والجماعۃ احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ کی رفع یدین سنت ہے۔ کما لا یخفی علی اہل العلم

تنبیہ :- مگر غیر مقلدین تنح و ترک رفع یدین علاوہ چار مقام کے قولاً وفعلاً قائل ہیں اور چار مقام کی رفع یدین کو دائمی عمل اور وفات تک کرتے رہنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اب جناب پروفیسر محمد افضل چوہدری کی عبارات پر تبصرہ درج ذیل پیش خدمت ہے۔

عبارت نمبر 1:- جناب پروفیسر محمد افضل صاحب لکھتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ
الایہ سورہ محمد پارہ نمبر 26)

اس آیت سے واضح ہوا کہ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت (طریقہ) کے مطابق نماز ادا نہ کی تو وہ ضائع اور بے کار ہے اور خود محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے طریقہ کے مطابق نماز ادا فرمائی اور ہمیں بھی اسی طریقہ کے مطابق نماز ادا کرنے کی تلقین ادا فرمائی فرمان رسول اللہ ﷺ ملاحظہ ہو۔ صلو اکما رایتموننی اصلی (بخاری شریف کتاب الاذان)

ترجمہ۔ ”اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“ (تحریر محمد افضل چوہدری ص 2)

جواب نمبر 1۔ حضرت مالک بن حویرثؓ خود تصریح کرتے ہیں کہ ”فاقمنا عندہ عشرين يوما و ليلة“۔ بیس راتیں آپ ﷺ کے پاس رہے۔ و صلو کما رایتموننی اصلی اور فرمایا کہ جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھتے رہو، ولیثو مکم اکبرکم اور جو بڑا ہو وہ امامت کرے (تیسیر الباری بخاری)

شریف کتاب الاذان پارہ نمبر 3 ص 12 41 34 1 601 رقم ترجمہ وحید الزمان
(غیر مقلد)

حضرت مالک بن الحویرث اللیثی البصری المتوفی ۷۷ھ ان بیس دنوں میں آپ ﷺ کو کس طرح و کس طریقہ پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے وہ مندرجہ ذیل حاضر خدمت ہے۔

قد روی الامام الحافظ المحدث الكبير ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائي الشافعي^٢ و ٥٢١٥ م ٣٠٣ هـ قال اخبرنا محمد بن المثنى حدثنا ابن ابي عدي عن شعبه عن قتاده عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث انه رأى النبي ﷺ رفع يديه فى صلوته واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع واذا سجد واذا رفع راسه من السجود حتى يحاذى بهما فروع اذنيه (الصحيح والسنن للنسائي ج 1 ص 165 باب رفع اليدين للمحجود)

ترجمہ:- حضرت مالک بن الحویرث سے روایت ہے انھوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے نماز میں (یعنی نماز شروع کرتے وقت) اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا کانوں کی لوت تک (ترجمہ از وحید الزمان غیر مقلد نسائی شریف مترجم)

تنبیہ:- حضرت مالک بن الحویرث نے تو نبی اقدس ﷺ کو سجدوں کی رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا یہ انکی صلوٰۃ کما را یتمونی اصلی ہے یعنی یہ طریقہ نماز ہے جس میں انہوں نے بیس راتوں اور دنوں میں دیکھا لیکن غیر مقلدین خصوصاً آپ جیسے نام نہاد اہلحدیث اس نبوی طریقہ نماز کے تارک و منکر ہیں اور یہ حدیث ثابت و صحیح ہے اور منکرین ترک و نسخ پر حجت قاطعہ ہے۔

سند کی تحقیق

(1) امام نسائی م ۳۰۳ھ صحاح ستہ کے مشہور امام ہیں اور ثقہ بالاجماع ہیں (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج 2 ص 194-195 والعبر للذہبی ج 1 ص ۲۷۶ و تہذیب التہذیب ج 1 ص 27، 28)

(2) امام محمد بن المنشی م ۲۳۸ھ صحیح بخاری، صحیح مسلم و سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ ائمہ نے انکو الحافظ الحجة ثقہ ثبت قرار دیا ہے اور یہ ثقہ بالاجماع ہیں (تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص 73-74، و تقریب لابن حجر ج 2 ص 550)

فانظر صحیح بخاری ج 1 ص 7، 11، 35، 36، و صحیح مسلم ج 1 ص وغیرہا)

(3) امام ابن ابی عدی م ۱۹۴ھ یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ ائمہ نے انکو البصری ثقہ اور المحمدیث و کان احد الثقات الکبار قرار دیا ہے (تقریب ج 2 ص 499 و العبر ج 1 ص 158 یہ ثقہ بالاجماع ہیں فانظر صحیح بخاری ج 1 ص 40، 98، 134، 140)

(4) امام شعبہ م ۱۶۰ھ یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن اربعہ کے راوی ہیں ائمہ نے انکو الحجة الحافظ شیخ الاعلام و محدثا و امیر المؤمنین فی الحدیث اور ثقہ حافظ متقن قرار دیا ہے یہ ثقہ بالاجماع ہیں۔ دیکھئے (تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 144، 145 و تقریب لابن حجر ج 1 ص 244 فانظر صحیح بخاری ج 1 ص 6، 7، 8، 9،)

(5) امام قتادہ م ۱۷۰ھ یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن اربعہ کے راوی ہیں ائمہ نے انکو الحافظ العلامة المفسر و احفظ الناس و من حفاظ اهل زمانہ و کان ثقہ مامونا حجة فی الحدیث اور ثقہ ثبت قرار دیا ہے (تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 92، 93 و تہذیب ج 4

ص 540 الی 543 و تقریب ج 2 ص 484 یہ ثقہ بالاجماع ہیں فانظر صحیح بخاری ج 1 ص 6، 7، 8، 11،

(6) امام نصر بن عاصمؒ ۸۱ھ یہ جز رفع الیدین للبخاری و ادب المفرد للبخاری و صحیح مسلم و سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ ائمہ نے انکو بصری تابعی ثقہ قرار دیا ہے۔ تاریخ الثقات للعلینی ص 449 و کتاب الثقات لابن حبان و تقریب لابن حجرؒ ص 621 فانظر جز رفع یدین ص 6، 39، 43، 57، و ادب المفرد ص 31، 69، 101، 109، و صحیح مسلم ج 1 ص 168 و غیرہما)

(7) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں فانظر تاریخ الصحابہ لابن حبان ص 232

تنبیہ:- بالتحقیق والیقین حدیث مالک بن الحویرث ثقہ و عادل و مشہور کے طریق سے مروی ہے جو بحر یف و شرائط فقہاء و محدثین صحیح و ثابت ہے اور منکرین تسخ و ترک پر حجت قاطعہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب ثانی:- جناب پروفیسر محمد افضل صاحب صلوا اکمرا یتموننی اصلی پر آج سے ہی عمل پیرا ہو جائیں اور سجدوں کی رفع یدین جو طریقہ نماز نبی اقدس ﷺ سے ثابت ہے اسکو سنت سمجھ کر اپنائیں یاد رہے حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ اختلاف طرق و اختلاف کتب سے بھی ثابت ہے مثلاً دیکھئے

(مسند احمد بن حنبلؒ ص 533، و ج 5 ص 66، و السنن الکبریٰ للنسائیؒ ج

ص 228، 244، و صحیح ابوعوانہ ج 2 ص 95 و شرح مشکل الآثار للطحاوی ج 2 ص 29 الی ص 31 و فی نسخہ ج 15 ص 57 و بحلی ابن حزم ج 4 ص 126 ص 127 و

بیان الوہم ولا یہام لابن قطان ج ۵ ص ۱۳۶ و تحفۃ الاشراف للمزنی ج ۸ ص ۳۳۷ ج ۳۳۸ و فتح الباری لابن حجر ج ۲ ص ۲۸۴ و فتح الودود للعبد الحق غیر مقلد ص ۶۶ و فضل الودود لابن حفص غیر مقلد ص ۶۱ ص ۲۲ و اثبات رفع الیدین للخواجہ گھر جاکھی غیر مقلد ص ۹۸ الی ص ۱۰۱ و غیرہا

مصححین حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ

(۱) امام نسائی م ۳۰۳ھ و قال صحیح (الکت لابن حجر ص ۱۶۵ و زہری الربی للسیوطی ص ۳)

(۲) امام ابوعوانہ م ۳۱۶ھ و قال صحیح (صحیح ابوعوانہ ج ۲ ص ۹۵)

(۳) امام ابوی النیسا بوری م ۳۲۹ھ و قال صحیح (الکت ص ۱۶۴ و زہری الربی ص ۳)

(۴) امام ابوی ابن السکن م ۳۵۳ھ و قال صحیح (الکت ص ۱۶۴ و زہری الربی للسیوطی ص ۳)

(۵) امام ابواحمد ابن عدی م ۳۶۵ھ و قال صحیح (الکت ص ۱۶۴ و زہری الربی ص ۳)

(۶) امام ابوالحسن الدارقطنی م ۳۸۵ھ و قال صحیح (الکت و زہری الربی ص ۳)

(۷) امام ابن مندہ م ۳۹۵ھ و قال صحیح (الکت ص ۱۶۴ و زہری الربی ص ۳)

(۸) امام ابو عبد اللہ الحاکم م ۴۰۵ھ و قال صحیح (الکت ص ۱۶۴ و زہری الربی ص ۳)

(۹) امام عبد الغنی بن سعید م ۴۰۹ھ قاصح (الکت ص ۱۶۴، و زہری الربی ص ۳)

(۱۰) امام ابویعلیٰ الخلیلی م ۴۲۶ھ و قال صحیح (الکت لابن حجر و زہری الربی للسیوطی ص ۳)

- (11) امام ابو محمد بن حزم المتونی ۴۵۶ھ وقال صحیح (مخلى ابن حزم)
- (12) امام ابو بکر الخطیبؒ م ۴۶۳ھ وقال صحیح (الکت ص 164 وزهری الربی ص 3)
- (13) امام ابو طاهر السلفیؒ م ۵۷۶ھ وقال صحیح (الکت ص 164، وزهری الربی ص 3)
- (14) امام ابن القطانؒ م ۶۲۸ھ وقال صحیح (بیان الوهم ولایہام لابن قطان ج 5 ص 284 وغیرہم نے حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو صحیح قرار دیا ہے۔)

(613)

- (15) امام ابن حجر عسقلانیؒ م ۸۵۲ھ وقال اصح (فتح الباری علی صحیح بخاری ج 2 ص 284 وغیرہم نے حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو صحیح قرار دیا ہے۔)

ہر قسم کی کتب، مناظرہ کی سی ڈیز، اور کیسٹس دستیاب ہیں

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

- فہرست کتب
- فہرست مناظرہ جات
- تسکین الاذکیاء
- مناظرہ رفع یدین گوجرانوالہ
- آئینہ غیر مقلدیت
- مناظرہ طلاق ثلاثہ گوجرانوالہ
- اسلام کے نام پر ہوی پرستی
- مناظرہ طلاق ثلاثہ تونسہ
- بارہ مسائل
- مناظرہ عقائد علماء دیوبند گجرات
- خطبہ صدارت
- مناظرہ قرات خلف الامام
- میں حنفی کیسے بناؤں؟
- مناظرہ حیات النبیؐ

نوٹ: بذریعہ ڈاک منگوانے کا انتظام بھی ہے۔ ڈاک خرچ خریدار کے ذمہ ہوگا۔

رابطہ کیلئے (0307-8156847)

عظمت صحابہ کرامؓ اور غیر مقلدین

محمد عمران صفدر سابق غیر مقلد۔ قسط نمبر 2

تقلید کا مطلب ہے کہ اکابر امت میں سے وہ حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خصوصی سمجھ عطا فرمائی ہے اور کتاب و سنت کے علوم میں وہ ماہر ہیں، ان پر اعتماد کیا جائے، اور دین کے سلسلہ میں انکی رہنمائی، تشریح، اور انکے عمل کو قبول کیا جائے۔ گویا تقلید میں پہلی چیز اسلاف امت پر اعتماد ہے۔ اب ظاہری بات ہے کہ عدم تقلید کا مفہوم اس کے برعکس ہوگا۔ اسلاف امت پر غیر مقلدین کا نقد حد و حد سے تجاوز کر گیا۔

ائمہ دین اور فقہائے امت اور اولیاء اللہ کی ذات کو مجرد کرتے کرتے صحابہ کرامؓ کی قدسی جماعت بھی ان کی زد پر آ گئی۔ جن صحابہ کرام کی محبت کو ایمان کا تقاضا قرار دیا گیا اور ان کی عداوت و دشمنی کو اللہ اور اسکے رسول کی عداوت و دشمنی قرار دیا گیا۔ غیر مقلدین نے ان کے بارے میں صاف اعلان کر دیا کہ صحابہ کرامؓ کا قول، فعل، فہم اور رائے حجت نہیں حتیٰ کہ خلفائے راشدین کی جاری کردہ سنت کو بھی جس کو لازم پکڑنے کا حدیث پاک میں حکم دیا گیا انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور صحابہ کرام یا خلفاء راشدین کو حرام و معصیت اور بدعت کا مرتکب قرار دیا، یعنی جو بات رافضیوں (شیعوں) کے بارے میں ہم جانتے ہیں تو غیر مقلدین کے نظریات سے واقف ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ غیر مقلدین اور شعیوں کا نظریہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں بہت حد تک یکساں ہے۔ اکابر امت نے صحابہ کرام کے مقام کو جانا تھا اس

لئے ان کے قلوب میں ان کی عظمت و محبت تھی۔ شرح العقیدہ الطحاویہ میں ہے۔
 ”سابقین علمائے امت یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین جو کتاب و سنت کے
 راوی ہیں اور اہل فقہ و قیاس ان کا ذکر بھلائی سے کیا جائے گا اور جو شخص ان کا ذکر برائی
 سے کرے گا وہ مسلمانوں کی راہ پر نہ ہوگا۔ (شرح عقیدہ طحاویہ ص 418)

ص 396 پر ہے کہ صحابہ کرام سے محبت ایمان اور وین اور احسان ہے اور
 ان سے بغض رکھنا کفر اور نفاق اور سرکشی ہے۔ ”علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں فمن طعن
 فیہم او سبہم خرج من الدین و مرق من ملة المسلمین (الکبائر ص
 228) ترجمہ: یعنی صحابہ کرام کو جس نے مطعون کیا یا ان کو برا بھلا کہا وہ دین اسلام
 سے نکل گیا اور مسلمانوں کی ملت اور جماعت سے وہ کٹ گیا۔ غرض یہ کہ صحابہ کرام
 کے بارے میں بری ذہنیت شعیث کی ہے جن کے دل و دماغ میں رافضیت کے جراثیم
 ہوتے ہیں ان ہی کی زبان سے صحابہ کرام کے بارے میں ان کی عظمت و شان کے
 خلاف بات نکلتی ہے۔ ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے
 بارے میں غیر مقلدین کے عقائد اور افکار بڑی حد تک شعیث کی چھاپ نظر آتی ہے
 اب ہم مختصر طور پر بہت سی تفصیلات میں جانے کے بجائے کچھ حوالے پیش کرتے ہیں
 جن میں غیر مقلدین کے نظریات کی ترجمانی ہوتی ہے۔

(4) غیر مقلدین کے مشہور علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں ”یعنی صحابہ کرام کو رضی اللہ عنہ
 کہنا مستحب ہے۔ لیکن ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ اور سرہ بن
 جندب کو رضی اللہ عنہ کہنا مستحب نہیں۔ (کنز الحقائق ص 234 ج 1) صحابہ کرامؓ کے
 بارے میں اس قسم کا عقیدہ شعیث اور رافضیت کی پیداوار ہے، یہ طبع 1322ھ ہے
 اسے ایک سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور غیر مقلدین نے اس عقیدہ سے

برائے کا اظہار نہیں کیا، اگر آج کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔
 (5) بعض صحابہ فاسق تھے: نزل الابرار ص 94 ج 3 پر ہے ”یعنی فان جاء کم فاسق والی آیت ولید بن عقبہ کے بارے میں اتری ہے، اسی طرح یہ آیت بھی امن کان مومنا کمین کان فاسقا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں سے کچھ لوگ (معاذ اللہ) فاسق بھی تھے۔ جیسے ولید اور اسی طرح معاویہ، عمرو، مغیرہ اور سمرقہ کے بارے میں بھی بات کہی جائے گی۔

(6) مولانا وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں ”یعنی حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد کی خیر القرون قرنی ثم الذین یلوہم الخ سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد میں آنے والے لوگ پہلے والے لوگوں سے افضل نہ ہوں اس لئے کہ بہت سے اس امت کے متاخرین علماء علم و معرفت اور سنت کی نشر و اشاعت میں عوام صحابہ سے افضل ہیں، اور یہ وہ بات ہے جس کا کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا۔“

(7) یعنی محقق بات یہ ہے کہ صحابی کو صحبت کی فضیلت حاصل ہے جو ولی کو حاصل نہیں ہو سکتی، لیکن ممکن ہے کہ کچھ ولیوں کو فضیلت کی کچھ دوسری وجہیں حاصل ہوں جو صحابی کو حاصل نہیں ہیں جیسا کہ ابن سرین سے صحیح سند سے مروی ہے کہ ہمارے امام مہدی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے افضل ہوں گے۔“

(8) وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں کہ یعنی اہل حدیث خلفاء اور سلطان وقت کا خطبہ جمعہ میں نام لینے کا التزام نہیں کرتے، اس لئے کہ ایسا کرنا بدعت ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام سے یہ منقول نہیں ہے۔ (100)

(9) صحابی کا قول حجت نہیں: غیر مقلدین کے مذہب و عقیدہ میں صحابی کا قول دین و شریعت میں حجت نہیں ہے۔ فتاویٰ نذیریہ میں ہے ”یعنی دوسری بات یہ ہے کہ

اگر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر کا یہ فتویٰ صحیح بھی ہے تب بھی اس سے دلیل پکڑنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ صحابی کا قول دلیل نہیں ہے۔“

نواب صدیق حسن خان نے عرف الجادی میں لکھا ہے ”یعنی حضرت جابر کی یہ بات حضرت جابر کا قول ہے اور صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا۔ (عرف الجادی ص 38)

فتاویٰ نذیریہ میں ہی حضرت علیؑ کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے، ”مگر خوب یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت علیؑ کے اس قول سے صحت جمعہ کیلئے مصر کا شرط ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔“

(10) نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں ”و فعل الصحابی لا يصلح للحجة ترجمہ: یعنی صحابی کا فعل اس لائق نہیں ہوتا کہ وہ دلیل شرعی بنے“ (التاج المکمل ص 292)

(11) غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ صحابی کی رائے بھی حجت نہیں۔ عرف الجادی میں لکھ ہے ”یعنی اگر گفتگو ہے تو یہ ہے کہ صحابہ کرام کی رائے قبول نہیں نہ کہ ان کی روایت“ صحابہ کرام کا فہم بھی حجت نہیں ہے۔

(12) فہم صحابہ حجت نہیں: غیر مقلدین کے مذہب میں جس طرح صحابہ کرام کا قول فعل ورائے حجت نہیں ہے اسی طرح فہم صحابہ بھی حجت نہیں ہے۔ فتاویٰ نذیریہ میں ہے ”را بعا یہ کہ ولو فرضنا تو یہ عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں، یعنی حضرت عائشہ کا یہ کہہ کہ اگر آنحضرت ﷺ اس زمانہ میں ہوتے تو آپ عورتوں کو مسجد میں جانے سے روک دیتے اور فہم صحابہ حجت نہیں۔ (فتاویٰ نذیریہ ص 622 ج 1)۔ غور کیجیے کس طرح صحابہ کرام کی ذات سے اعتماد اٹھایا جا رہا ہے۔ اگر صحابہ کی بات حجت نہیں تو کیا اتباع نفس حجت ہے۔ اللہ ایسے گمراہ کن عقائد سے محفوظ فرمائے (آمین) اسی مسئلہ میں

فتاویٰ نذیریہ والے نے حضرت عائشہؓ کی گستاخی کی ہے۔ لکھتا ہے کہ ”پھر اب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے: وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُوْمِنِيْنَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ“

جو حکم صراحۃً شرع شریف میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز رائے و قیاس کو دخل نہیں دینا چاہیے کہ شیطان اس قیاس سے کہ انا خیر منہ کہہ کر حکم الہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا، اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص 622 ج 1)۔ افسوس اس فتویٰ پر غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے دستخط موجود ہیں۔ مفتی صاحب کے اس بیہودہ کلام کا حاصل یہ نکلتا ہے: (1) حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کے حکم کی مخالفت کی: (2) حضرت عائشہؓ اس مسئلہ میں حضور ﷺ کی مخالفت کر کے اس آیت کا مصداق بنی۔ (3) حضرت عائشہؓ نے اس مسئلہ میں اپنی رائے و قیاس کو دخل دیا۔

(4) حضرت عائشہؓ نے دین کے حکم میں رائے دیکر وہی کام کیا جو شیطان نے انا خیر منہ کہہ کر کیا تھا (معاذ اللہ)۔ (5) حضرت عائشہؓ نے شریعت کو بدل ڈالنے کی جرات کی۔ ملاحظہ فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مزاج شناس بیوی، ام المومنین کے متعلق اتنی بڑی بکواس کرنے والے کو ایمان کا ایک ذرہ بھی نصیب ہے کیا؟

(13) حضرت عمرؓ کی سمجھ معتبر نہیں: گستاخ صحابہ محمدؐ جو ناگڑھی حضرت عمرؓ کے متعلق لکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی سمجھ معتبر نہیں۔ (شمع محمدی ص 19) اگر حضرت عمرؓ کی سمجھ معتبر نہیں تو کیا جو ناگڑھی جیسے بد دماغ اور جاہل کی سمجھ معتبر ہے۔

یہی جو ناگڑھی بد بخت حضرت عمرؓ کی ذات پر ایک اور طعن کرتا ہے کہ ”پس

آؤ سنو بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق عظیمؓ نے ان میں غلطی کی اور ہمارا اور آپکا اتفاق ہے کہ فی الواقع ان مسائل سے حضرت فاروقؓ بے خبر تھے۔“ (طریق محمدی ص 42)

(14) جامعہ سلفیہ کے محقق رئیس احمد ندوی سلفی لکھتے ہیں: اسی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ اپنی ذاتی مصلحت بینی کی بنا پر بعض خلفائے راشدین بعض احکام شریعہ کے خلاف بجیال خویش اصلاح و مصلحت کی غرض سے دوسرے احکام صادر کر چکے تھے ان احکام کے سلسلہ میں ان خلفاء کی باتوں کو عام امت نے رد کر دیا۔ (تنویر الآفاق ص 107)

سی صفحہ پر لکھتے ہیں ”ہم آگے چل کر کئی ایسی مثالیں پیش کرنے والے ہیں جن میں احکام شریعہ و نصوص کے خلاف خلفائے راشدین کے طرز عمل کو پوری امت نے جماعی طور پر غلط قرار دیکر نصوص و احکام شریعہ پر عمل کیا ہے۔ (تنویر الآفاق ص 107)۔

غیر مقلدین کا خلفائے راشدین کے بارے میں یہ انداز گفتگو عین رافضیت و شیعیت کے فکر و نظر کا اظہار ہے۔

(15) مولانا ربیع ندوی لکھتے ہیں ”ظاہر ہے کہ کسی نصوص کے خلاف ان دونوں جلیل القدر صحابہ کرام کو لائحہ عمل اور حجت شریعہ کے طور پر دلیل نہیں بنایا جاسکتا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ چونکہ بطریق معتبر ثابت ہے کہ ان دونوں جلیل القدر صحابہ نے نصوص شریعہ کے خلاف موقف مذکور اختیار کر لیا، اس لئے ان دونوں صحابہ کو نصوص کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جاسکتا ہے۔“ غور کریں اہل السنۃ والجماعۃ کے دوستو یہ کیسا شیطانی راستہ ہے کہ اس پر چلنے کے بعد آدمی صحابہ کرام حتیٰ کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے فقہا صحابہ کرام کے بارے میں کیسی زبان استعمال کرنے

لگتا ہے۔

(16) یہی مولانا ندوی صاحب لکھتے ہیں ”قرآن مجید کی دو آیتوں اور پچاس حدیثوں میں تیمم سے نماز کی اجازت ہے، حضرت عمر اور ابن مسعود کے سامنے یہ آیات و احادیث پیش ہوئی تھیں، پھر بھی ان کی سمجھ میں بات نہیں آ سکی۔ (تنویر الآفاق ص 418) یہ انداز گفتگو کا انداز ہو سکتا ہے جس کا قلب بغض صحابہ سے مکدر ہو اور جس کے ذہن پر شحیت نے پورا قبضہ کر لیا ہو، جسے نہ حضرت عمر کا مقام معلوم ہو اور نہ ہی حضرت ابن مسعود کا۔ افسوس کہ غیر مقلدیت کے نام پر صحابہ کرام کی ذوات قدسیہ پر اس طرح حملے ہو رہے ہیں، اور دین کی بنیاد ڈھانے کا نہایت خوفناک کھیل کھیلا جا رہا ہے اور ہم دینی طور پر بے بس ہو چکے ہیں۔

(17) حضرت عمرؓ کی قرآن کریم میں ترمیم: ندوی صاحب لکھتے ہیں ”موصوف عمر کی تمنا بھی یہی تھی کہ قرآنی حکم کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاقیں کو ایک ہی قرار دیں، مگر لوگوں کی غلط روی کو روکنے کے لئے موصوف نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کر دی، اس قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی کہ تین قرار پانے لگیں (تنویر الآفاق ص 499)۔

(18) مولانا ندوی صاحب لکھتے ہیں ”ظاہر ہے کہ حضرت علی نے یہ بات محض غصہ میں کہی تھی۔۔۔ یہی غصہ والی بات ان صحابہ کے فتاویٰ میں بھی کارفرما تھی، جنہوں نے ایک وقت میں ایک سے زیادہ دی ہوئی طلاقیں کو واقع بتایا۔ (تنویر الآفاق ص 103) مزید بکواس کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ”ظاہر ہے کہ زبان سے غصہ کی حالت میں نکلی ہوئی ایسی باتوں کا حجت شرعی نہیں قرار دیا جاسکتا جبکہ غیر نبی کی یہ باتیں خلاف نصوص ہوں۔ (تنویر الآفاق ص 104) قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ غیر مقلدیت کے عنوان پر ضلالت و گمراہی کی کیسی کیسی راہیں کھل رہی ہیں، اگر اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت نہ

فرمائے تو ایمان کے بھسم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

(19) ندوی صاحب لکھتے ہیں ”ہم یہ دیکھتے ہیں کہ متعدد صحابہ کرامؓ ایک وقت کی طلاق ثلاثہ کے وقوع کا اگرچہ فتویٰ دیتے تھے مگر بہ صراحت بھی ان سے منقول ہے کہ ایک وقت کی طلاق ثلاثہ نصوص کتاب و سنت کے خلاف ہے اور حرام و ناجائز (تنویر الآفاق ص 105) اس کا مطلب ہے کہ صحابہ کرامؓ لوگوں کو حرام اور معصیت کے کاموں میں مبتلا کرتے تھے۔ صحابہ کرام کے بارے میں میرا خیال ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا افضیٰ ہی ایسی بات کر سکتا ہے، شیعوں نے صحابہ کرام کے بارے میں جن باتوں کو غیر سنجیدہ اور غیر علمی انداز میں پھیلایا تھا آج انھیں باتوں کو غیر مقلدیت کی راہ سے علم و تحقیق کے نام پر پھیلا کر لوگوں کی آخرت کو برباد کیا جا رہا ہے۔

(20) مصنف تنویر الآفاق لکھتے ہیں ”چونکہ ابن مسعود کا بیان مذکورہ اللہ اور اس کے رسول کے بیان کردہ اصول شریعت کے خلاف ہے اسلئے ظاہر ہے کہ بیان ابن مسعود شرعاً ساقط الاعتبار ہے۔“

قافلہ حق! حضرت غازی پوری صاحب کی نظر میں

میں نے سارا خاندان مذکورہ پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ صاحب پروردگار... کوٹ مولا، صاحب پوری...

محسن و مصلح ہر قوم و ممالک ہوا۔ صاحب پوری پوری ہیں نہ ہیں۔ مصلح ہر قوم و ممالک ہوا۔

مصلح ہر قوم و ممالک ہوا۔ صاحب پوری پوری ہیں نہ ہیں۔ مصلح ہر قوم و ممالک ہوا۔

مصلح ہر قوم و ممالک ہوا۔ صاحب پوری پوری ہیں نہ ہیں۔ مصلح ہر قوم و ممالک ہوا۔

مصلح ہر قوم و ممالک ہوا۔ صاحب پوری پوری ہیں نہ ہیں۔ مصلح ہر قوم و ممالک ہوا۔

مصلح ہر قوم و ممالک ہوا۔ صاحب پوری پوری ہیں نہ ہیں۔ مصلح ہر قوم و ممالک ہوا۔

ملفوظات حضرت اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ

﴿مولانا محمد اللہ دتہ بہادر پوری مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا﴾

- 1- حنفی وہ ہیں جو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کی رہنمائی میں بواسطہ جماعت صحابہ کرامؓ سنت نبوی ﷺ پر عامل ہیں۔
- 2- مذہب اس راستے اور واسطے کو کہتے ہیں جو بواسطہ جماعت صحابہ منزل محمدی تک پہنچتا ہے اس لئے ہم اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ حنفی کہتے ہیں۔
- 3- مذہب صحابہ کرام اور نبی اکرم ﷺ سے ملاتا ہے اور فرقہ صحابہ کرامؓ اور نبی پاک ﷺ سے کاٹتا ہے۔
- 4- چاروں مذہب (مذہب اربعہ) اہل السنۃ والجماعۃ ہیں ان سے باہر نکلنے والے غیر مقلد اہل بدعت بھی ہیں اور دوزخی بھی۔
- 5- انگریز کے دور سے پہلے زندہ یا مردہ کسی غیر مقلد کا ثبوت نہیں ملتا نہ ان کا کوئی مدرسہ، نہ مسجد، نہ کوئی تفسیر و کتاب، نہ کوئی پمفلٹ اور شراغیںزاشتہار نہ کوئی قبر۔
- 6- جس کو اتباع کرنی ہو وہ سلف کی اتباع کرے۔
- 7- غیر مقلدیت اور قادیانیت انگریز کے خود کا شتہ پودے ہیں۔
- 8- جو غیر مقلد چاروں اماموں کے خلاف بدگمانیاں پھیلاتے اور بدزبانیاں کرتے ہیں وہ یقیناً اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہیں۔
- 9- اس (غیر مقلد) فرقہ میں ہر ان پڑھ بھی اپنے آپ کو علامۃ الدھر سمجھتا ہے جس طرح کنوئیں کا مینڈک سمندر کے مینڈک کو کہہ رہا تھا کہ اس کنوئیں سے بڑے پانی کا

خزانہ خدا تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں فرمایا۔

10- علماء کرام کو چاہیے کہ اپنے مسلک (حنفی) کو کھل کر بیان کریں، اپنے مسلک کو عام کریں۔ آپ کے لوگوں کو اپنے مسلک کی معلومات نہیں ہوتی اس لئے وہ گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ آپ دوسروں کی طرف توجہ دینے کے بجائے اپنے لوگوں اور اپنے مسلک حنفی کی طرف توجہ کریں اسی پر محنت کریں اسی کو عام کریں۔

تک عشرۃ کاملہ

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان کی طرف سے تعطیلات
شعبان و رمضان ۱۴۲۸ھ میں میں ہونے والے کورسز

☆ 3 روزہ صراط مستقیم کورس

مدینہ مسجد خاتقاہ مدنیہ الٹک شہر
رابطہ قاضی اسعد

0300-5186176

☆ 40 روزہ دورۂ تفسیر القرآن الکریم

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
پک 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
رابطہ فون 048-3881487
موبائل 0321-6032487

☆ 2 روزہ صراط مستقیم کورس

جامعہ حقانیہ قینچی امر سہوڑ و بیکنجر
فیکٹری والٹن روڈ لاہور

رابطہ مولانا عبدالشکور حقانی 0300-4207003

☆ 10 روزہ صراط مستقیم کورس

مدرسہ فاطمہ الزہراء امداد کالونی
حجرہ شاہ مقیم تحصیل دیپالپور اڈاکڑہ
رابطہ مولانا موسیٰ 0300-6978251

☆ 24 روزہ صراط مستقیم کورس

جامعہ ابوحنیفہ پل 14 جہانیاں منڈی ضلع خانوال
رابطہ مولانا عبداللہ عابد
0300-7336036

☆ 7 روزہ صراط مستقیم کورس

مدرسہ قاسم العلوم منزل بلاک
نزد واپڈ اکالونی منڈی بہاؤ الدین
0333-8005014
رابطہ مولانا بلال 0321-5748494

عالم اسلام کے مشہور محقق و مصنف مفکر اسلام حضرت مولانا ابوبکر خاڑی پوری مدظلہ کا سفرنامہ

(مولانا محمود عالم خاڑی)

یہ قصہ کراچی کی ایک شام میں سمندر کی پشت پر منعقد ہونے والی محفل کا ہے
میزبان اور مہمان چنیدہ لوگ تھے۔ اصحاب علم، اہل فکر و دانش۔ روشن چہرے۔ چمکتی
آنکھیں۔ نظریں مہمان کے چہرے پر، کان ان کی دل میں اترتی آواز پر۔ سننے
والوں کی خواہش تھی کہ اس شخصیت کو آنکھوں سے تو دیکھ لیا جس نے ایک لاقانی
تصنیف لکھ کر راتوں رات شہرت جاودا حاصل کی اور اہل السنۃ والجماعۃ کی آنکھوں کا
تارابن گئے، اب سماعت کو بھی ان کی عالمانہ گفتگو سے فیضیاب کریں۔

”حضرت! آپ کو اس تصنیف کا خیال کیسے آیا؟ گفتگو حسب معمول اسی
سوال سے شروع ہوئی جو تقریباً ہر محفل میں ان سے کیا جاتا تھا۔ بحیرہ عرب کی ٹھنڈی ہوا
چل رہی تھی بولنے والا صاحب علم بھی تھا صاحب زبان بھی۔ پر کیف فضا، دلکش گفتگو
سننے والوں کا اشتیاق اور توجہ کا یہ عالم کہ لانچ کی سیٹیں چھوڑ کر حضرت کے قدموں میں
فرش پڑا بیٹھے۔

”مجھے شروع سے علمائے دیوبند سے بہت زیادہ محبت و عقیدت تھی۔ اس
وارفتگی کی وجہ یہ کہ میں اپنے مطالعہ اور مشاہدے کی بنا پر یہ سمجھتا تھا کہ برصغیر میں دین
اسلام کا احیاء و تبلیغ اور جہاد و حریت انہی حضرات کے مرحون منت ہے۔ ان کے اہل
حق ہونے کی ایک یہی وجہ میرے نزدیک بہت تھی لہذا کوئی ان کے خلاف بولے
تو مجھے اس کی حماقت اور جہالت پر نہایت افسوس ہوتا تھا۔“

حضرت نے تمہید باندھ لی تھی اور اب انکی گفتگو میں دھیرے دھیرے روانی اور توجہ قلبی کا عکس گہرا ہو رہا تھا۔

”ہمارے ہاں یوپی میں ایک جگہ ہے گھوسی۔ وہاں کے ایک نہایت قابل فاضل تھے۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں دوران تعلیم ہمیشہ امتیازی حیثیت حاصل کی۔ پھر کچھ نوجوانوں کی دیکھا دیکھی وہ بھی مدینہ یونیورسٹی پہنچ گئے۔ وہاں پڑھنا وڑھنا تو کچھ ہوتا نہیں ہے۔ برصغیر کے درس نظامی کی ساخت اور سانچہ ہی کچھ ایسا ہے کہ یہاں کا فارغ التحصیل عالم دینی علوم میں اتنی مہارت اور رسوخ کا حامل ہوتا ہے کہ اسے کہیں اور کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دنیا بھر میں اس نصاب کی کوئی اور مثال کہیں پیش نہیں کی جاسکتی۔ بس ایک چل چلاؤ اور دنیا دیکھنے کا شوق ہے جو ہمارے طلباء دوسروں کی دیکھا دیکھی عرب ممالک کی یونیورسٹیوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ مولوی صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ کچھ عربی کاشین قاف درست کیا، کچھ پوزیشنیں حاصل کیں اب واپس وطن آنا چاہتے تھے۔ سعودی حکومت نے انکا وظیفہ مقرر کر دیا تھا اور اب یہ خوش و خرم، کامیاب و کامران وطن لوٹ رہے تھے کہ وہ حادثہ پیش آ گیا جس کی بنا پر یہ تالیف وجود میں آئی۔“

حضرت گفتگو میں تجسس پیدا کرنے کے ماہر تھے۔ یہاں پہنچ کر دم بھر کور کے پھر آگے بات بڑھائی: ہوا کچھ یوں کے کہ جب ان کے کاغذات آخری دستخط کے لئے سعودی آفیسر کی میز پر پہنچے اس نے ان کو بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: الحمد للہ! دیوبندی ہوں۔ اس کی میز پر اس زمانے میں تازہ تازہ چھپی ہوئی کتاب ”الدیوبندیہ“ رکھی تھی۔ اس میں علمائے دیوبند کے خلاف ایسا بے سرو پا مواد جمع کیا

گیا تھا اور ایسے بے جا رکیک الزامات لگائے گئے تھے کہ اس نے ان سے کہا: ”تم مشرک ہو۔ قبوری اور وثنی ہو۔ (قبوری: قبر پرست، وثنی: بت پرست) تمہارا وظیفہ منسوخ کیا جاتا ہے۔“ یہ خاموشی سے اٹھ کر باہر آ گئے۔ باہر آ کر کتاب خریدی جو مجھ سے گفتگو کے وقت ان کے ہاتھ میں تھی اور مجھے بتلایا کہ اس کتاب میں ایسے بے جا الزامات ہیں کہ ان کا جواب دیتے ہوئے انسان بھی شرماتا ہے۔ یہاں سعودیہ میں ایک خاص طبقہ اس پر خوب بغلیں بجا رہا ہے۔ ہمارے ساتھی انکے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کتراتے ہیں کہ خدا جانے کیا فتنہ بنے؟“

یہاں تک پہنچ کر حضرت پھر رک گئے۔ ان کی گفتگو سے سماں بندھ چکا تھا۔ ایک تو لہجہ خوب صورت، دوسرے نستعلیق قسم کی اردو، تیسرے آپ بیتی سنانے کا مخصوص انداز۔ سب پر محویت کا عالم طاری تھا حضرت پھر گویا ہوئے:

”مجھ سے رہا نہ گیا۔ ان سے کتاب لی اور سیدھا گھر چلا آیا۔ مجھے اس وقت وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ میں اس کا جواب لکھوں گا۔ وہ جواب اسکے پر نیچے اڑائے گا اور سعودی عرب اور خلیجی ممالک سے اس کے پھیلائے ہوئے جرائم کا نہ صرف صفایا کر ڈالے گا بلکہ تاریخی شہرت پا جائے گا۔ میں نے کتاب دیکھنی شروع کی۔ خدا کی پناہ! علمی بددیانتی اور تحقیق خیانت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ میں کتاب پڑھتا گیا اور حیران ہوتا گیا کہ اصحاب توحید، عالمین بالحدیث اس حد تک گر بھی سکتے ہیں؟ ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ میں جس کتاب سے حوالے کی مراجعت کرنا چاہتا، وہ کیا ب ہونے کے باوجود معمولی کے خلاف جلد ہی ہاتھ لگ جاتی۔ اپنے کتب خانے کی الماریوں کے قریب گذرتا تو کتابوں کی قطار میں سے وہ کتابیں گویا جھانک جھانک

کر مجھے تاکتیں اور اپنی طرف متوجہ کرتیں جن سے کوئی بات ہاتھ لگ سکتی ہے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کوئی مجھے اس کتاب کا جواب لکھنے پر ابھار رہا ہے۔ میں نے قلم ہاتھ میں لیا تو وہ بگٹ بگٹ بھاگتا چلا گیا۔

دماغ میں ابھی پوری طرح سوچ آ بھی نہ پائی ہوتی کہ قلم کھینچ کھینچ کر اسے کاغذ پر منتقل کرنا چلا جاتا۔ تین مہینے بھی نہ گزرے تھے کہ عربی میں کتاب تیار ہو گئی اور ایک ایسے شخص کے ہاتھوں تیار ہوئی جو اس میدان کا شاعر ہی نہ تھا۔ نام بھی مجھے خوب سوجھا: ”وقفہ مع اللا مذہبۃ“ (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ) میں یہ سمجھتا ہوں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ وہ کمزوروں سے ایسے کام لے لیتا ہے جن کا تصور بھی وہ نہیں کر سکتے۔

سب سامعین کو یقین تھا یہ حضرت کی تواضع ہے ورنہ عربی زبان پر ان کی گرفت کے ساتھ تحقیق اور تدقیق میں جیسی دسترس ان کو حاصل ہے، معاصرین میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ جب علمائے دیوبند پر الزامات کا پلندہ ”الدیوبندیہ“ کی شکل میں آیا تھا تو کچھ حضرات سعودیہ میں مقیم فضلاء کو کہتے سنے گئے کہ اس کا جواب ان کو وہاں سے لکھنا چاہیے۔ جبکہ سعودیہ میں مقیم حضرات وہاں سے اس کتاب کے نسخے پر نسخہ بھیجتے کہ یہاں سے اس کا جواب لکھا جائے۔ یہ کشمکش زوروں پر تھی کہ میں اپنی کتاب کا مسودہ لیکر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے صاحبزادے اور جانشین حضرت مولانا سید اسد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جا پہنچا۔ روادار سنائی اور کتاب پیش کی۔ حضرت کتاب دیکھ کر متعجب ہوئے اور فرمایا کہ ابھی حضرت مہتمم صاحب حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند تشریف لاتے

ہیں ان کو دکھا کر مشورہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی: ”حضرت! میں اپنے حصے کا کام کر چکا۔ اب آگے مشورہ وغیرہ آپ ہی کیجیے اور مجھے دعاؤں کے ساتھ اجازت دیجیے۔“ میں مصافحہ کر کے چلا آیا۔ کتاب دیکھی گئی تو پسند کی گئی۔ پہلا ایڈیشن اگرچہ طباعت کے لحاظ سے زیادہ معیاری نہ تھا لیکن ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور اثر پذیری کا یہ عالم تھا کہ ”الدیوبندیہ“ کی اشاعت پر خوشی سے بغلیں بجانے والے حضرات یہ کہتے سنے گئے ”ہم نے الدیوبندیہ“ چھاپ کر غلطی کی۔“ اس کتاب کی تصنیف و مراجعت کے دوران ایک اور کتاب خود بخود ساتھ ساتھ تیار ہو گئی ”مسائل غیر مقلدین“ پہلی کتاب دندان شکن جواب تھی تو یہ جارحانہ اقدام کہلائی۔ دونوں کو بہت شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ ملک کے نامور ادیب مولانا ابن الحسن عباسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ”عربی سے اردو ترجمہ آپ کے ابن الحسن عباسی صاحب نے“ کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ“ کے نام سے کیا۔ خوب کیا اور خوب چلا (عباسی صاحب محفل میں تشریف فرما تھے۔ سن کر زیر لب مسکراتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد اس مخصوص طبقہ نے پینترا بدلا اور یہ پروپنڈا شروع کیا کہ میری کتاب میں دیئے گئے حوالے درست نہیں۔ لوگوں نے مجھ سے سوالات شروع کر دیئے۔ میں نے انہیں بہتیرا سمجھایا کہ یہ تو انہی سے پوچھا جائے کہ کس صفحے کا کون سا حوالہ درست نہیں؟ میں کیا پوری کتاب کے ایک ایک حوالے کی وضاحت کرتا رہوں گا۔ لوگوں نے مان کے نہ دیا تب میں نے مجبور ہو کر ”صور تنطق“ (بولتی تصویریں یا بولتے عکس) کے نام سے تیسری کتاب لکھی اور اس میں تمام حوالوں کا عکس چھاپ دیا۔ اب گویا پوری لائبریری ہر ایک کے ہاتھ آ گئی۔ جو چاہے تسلی کرے اور جو چاہے مخالفین کا تعاقب کرے۔ اب تو میں

جہاں جاتا ہوں لوگ مجھے ”مناظر اسلام“ کا خطاب دیتے حالانکہ میں نے ایک بھی مناظرہ نہ کیا تھا۔ اس پر میں نے یہ طریقہ شروع کیا کہ پہلے آدھا گھنٹہ بیان کرتا پھر آدھا گھنٹہ حاضرین کو سوالات کا موقع دیتا۔ یہ طریقہ بہت مقبول ہوا۔ بہت سے لوگوں کی اصلاح ہوئی۔ بہت سوں کو حقیقت، احناف اور فقہ حنفی کی حقانیت پر کامل ایمان نصیب ہوا۔ جو ان شاء اللہ میرے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ اب پورے خلیج میں میری یہ کتابیں گھر گھر پڑھی جاتی ہیں اور مخالفین کے پھیلانے ہوئے زہر کے تریاق کا کام دیتی ہیں۔“

حضرت کے ٹھہر ٹھہر بولنے کا انداز، ہندوستانی حضرات کے لب و لہجہ کا مخصوص رچاؤ، روداد کی دلچسپی اور افادیت، سمندری ہوا کے خوشگوار جھونکے، سمندر کی اٹھکیلیاں کرتے ہوئے موجوں پر جی محفل، سچ پوچھیے تو لطف ہی آگیا۔ ”اس کے بعد میں نے اسی موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے مزید کتابیں لکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اکابر سے عقیدت و محبت کے صدقے یہ موضوع میرے لئے آسان کر دیا ہے۔ ان کتابوں کے نام یہ ہیں:

1-وقفہ مع معارضی شیخ الاسلام۔ (کچھ دیر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے مخالفین کے ساتھ)

-----2

قارئین کرام! آپ کو بھی یقیناً اشتیاق ہوگا کہ ان شخصیت کا نام جانیں؟ آپ میں سے بہت سوں نے تو اس مضمون کے ساتھ لگے سردرق سے ان کا نام پڑھ لیا ہو گا۔ جی ہاں! ان کا نام نامی حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری ہے۔ جو ایک مخصوص طبقے کی

طرف سے علمائے دیوبند اور احناف پر اعتراض کا ترکی بہ ترکی جواب دینے میں ہندوپاک میں بہت بڑا نام سمجھے جاتے ہیں۔ حضرت گزشتہ ہفتے انڈیا سے پاکستان تشریف لائے تو متعدد محفلوں میں ان سے فیضاب ہونے کا موقع ملا۔ غازی پور کے تو وہ ہیں ہی، ماشاء اللہ تن و نوش سے بھی وہ غازی معلوم ہوتے ہیں۔ بے تکلفی، برجستہ گوئی اور خوش مزاجی تو آپ پر ختم معلوم ہوتی تھی جس کی بنا پر حضرت کی صحبتیں یادگار رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی صحت و معمولات میں برکت نصیب فرمائے اور ان کے فیض کو عام و تام فرمائے۔ آمین

یہ تھا عالم اسلام کے مشہور مصنف و محقق مناظر اسلام حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب کے متعلق مایہ ناز قلم کار ابولبابہ شاہ کا خراج تحسین جو کہ ہفت روزہ ضرب مومن کے رنگین صفحات کی زینت بنا۔ مولانا غازی پوری کے سفر پاکستان کی یہ ایک مجلس کا ذکر تھا۔ اس جیسی بیسیوں مجالس ان کے وجود کی برکت سے گزشتہ دنوں ارباب علم و دانش نے دیکھیں اور ان کے سینکڑوں نکات علیہ اصحاب علم و فضل نے سنے اور نخلستان علوم نبوت کے بلبلوں نے انکی محفلوں کے انوارات کو جذب کیا۔

کچھ انہی محافل اور شہنشاہ علم کے اسی تاریخی سفر کی روئیداد سنانے کیلئے میں بھی قلم و قرطاس سے رشتہ جوڑنا فخر سمجھتا ہوں۔ اور اسی تاریخی سفر اور پرانوار محفلوں کے کچھ انوارات اور خورشید علم کی کچھ ضیا پاشیاں قارئین قافلہ حق کو بھی دکھانا چاہتا ہوں۔ شاید آپ کو معلوم نہ ہو لیکن ایک کثیر متلاشیان محافل علم کی ابھی بھی موجود ہے جنہوں نے سید المناظرین حضرت اذکار ذوی کی مجالس علمیہ کی لذت چکھی ہے اور ان کے قلوب اسی لذت سے ابھی بھی آشنا ہیں۔ مولانا اذکار ذوی کی مجالس شاید اپنے زمانہ کی سب

سے بڑی اور انوکھی علمی مجالس ہوا کرتی تھیں۔ وہ جہاں جاتے اپنی محفل سجا لیتے اور ارباب فکر و نظر پر و انوں کی طرح دیوانہ وار ان کے ارد گرد سر جھکائے دیکھے جاتے مجدد جہاد امیر المجاہدین مولانا مسعود اذہر حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مضمون میں خوب کہا ”ان کی مجلس سدا بہار تھی ہر مجلس میں نیا جو ہر کھلا“ کراچی کے اکابر کی مجالس میں وہ علمی دولہا ہوا کرتے تھے۔“

عارف باللہ محقق بے بدل مولانا فضل الرحمن دھرم کوئی کے وہ کلمات ابھی بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں جو انہوں نے تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمائے تھے ”علم کی محفلیں اجڑ چکی ہیں اب کوئی ان کو بسانے والا نہیں رہا۔“
خیر غازی پوری صاحب

ہماری بزم میں ہوئی تھیں رونقیں تم سے کوئی نہ ڈالے گا اس جا قدم تمہارے بعد کچھ تشنگی تو دوری ہوئی اگرچہ معاملہ کچھ یہاں بھی یہی تھا۔

تمہارے در میں ہمیشہ جو سرگوں ہی رہا نہ ہو سکا کسی در پر تم تمہارے بعد مولانا غازی پوری لاہور تشریف لائے کچھ دن شہرہ آفاق کتاب ”حدیث اور اہلحدیث“ کے مصنف مولانا نعیم الدین کے ہاں قیام فرمایا وہاں سے حضرت والا کا سفر شروع ہوا مولانا نعیم الدین کی وساطت سے سرگودھا کے مشہور مدرسہ مفتاح العلوم کو وقت دئے چکے تھے۔ جبکہ اگلا شیڈول اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے ناظم اعلیٰ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھسن نے طے کرنا تھا۔ چنانچہ 26 مئی بروز ہفتہ یہ قافلہ مولانا الیاس گھسن کی قیادت میں صبح 7 بجے لاہور سے چل کر دس بجے مفتاح العلوم سرگودھا پہنچا۔

یہاں بہت سے علمی احباب اطراف سے حضرت غازی پوری صاحب کی زیارت و ملاقات کے اشتیاق میں آئے ہوئے تھے۔ جن میں معروف مصنف مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا قاری قیام الدین الحسنی، مفتی ابن مفتی حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی کا نام نمایاں ہے۔ وہاں حضرت نے بیان فرمایا اور دوپہر کا کھانا اور پھر آرام کرنے کے بعد چار بجے کے قریب مولانا الیاس مدظلہ کے ساتھ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں کچھ مرکز کے حوالے سے چند ضروری معلومات لکھنا چاہتا ہوں۔ مرکز اہل السنۃ کی بنیاد آج سے تقریباً پانچ سال قبل سرگودھا سے لاہور کی طرف جاتے ہوئے چودہ کلومیٹر سرگودھا سے باہر چک نمبر 87 جنوبی میں رکھی گئی۔ یہ مرکز مولانا کے آبائی گاؤں میں واقع ہے۔ مولانا کے والد ماجد حافظ شیر بہادر مرحوم نابینا تھے اور جید قاری قرآن تھے۔ پچیس سال سید عنایت اللہ شاہ گجراتی کے مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔ جب انہوں نے امت مسلمہ کے اجماعی مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کیا تو استعفیٰ دے کر یہاں آکر قبرستان کے قریب قرآن کریم کی تعلیم دینے لگے۔ آپکی قبر بھی یہی بنی، خدا رحمت کننداس عاشقان پاک طینت را۔ والد ماجد کی غیور طبیعت ہی مولانا الیاس کے اندر منتقل ہوئی مشہور قول ہے

الولد سر لابیہ، خیر

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کا طرز عام مدارس سے ہٹ کر ہے۔ مرکز تحقیق و تصنیف کے میدان میں امت مسلمہ کی راہنمائی کی ذمہ داری نبھا رہا ہے۔ چار سال سے مرکز میں مناظر اسلام وکیل احتاف شیخ القرآن والمحدث حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دامت برکاتہم امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان شعبان رمضان میں دور تفسیر قرآن کریم کرواتے ہیں۔ ملک کے دور دراز سے آئے ہوئے متلاشیان علم کو

قرآنی معارف تفسیری اسرار و رموز سے روشناس کرواتے ہیں۔ چار سال سے ہی مرکز میں جون اور جولائی میں صراطِ مستقیم کورس ہوتا ہے۔ جس میں چالیس دنوں میں سکول کالج کے طلباء و اساتذہ کو دینی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔ نیز جب سے مولانا الیاس گھمن اتحاد اہل السنۃ و الجماعۃ کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے ہیں تو آپ کے اس مرکز کو اتحاد کے مرکز ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، اتحاد اہل السنۃ کے تحت علماء فضلاء کا ایک سالہ تخصص تخصص فی التحقیق والدعوۃ بھی اسی مرکز میں ہو رہا ہے۔ پندرہ فضلاء کرام شریک ہیں۔ اور دو اساتذہ بندہ اور علامہ عبدالغفار ذہبی مستقل اسباق پڑھا رہے ہیں۔

اس کورس میں ایک سال میں اصول حدیث، جرح و تعدیل، اسماء الرجال، اصول مناظرہ تقابل ادیان پر مشتمل مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ اسباب کے فقدان کے پیش نظر اس سال صرف پندرہ علماء کو اسمیں داخلہ مل سکا۔ اگلے سال انشاء اللہ تعداد بڑھا دی جائے گی۔ بحمد اللہ حق تعالیٰ نے اس تخصص کو انتہائی مقبولیت سے نوازا ہے۔ بڑے بڑے ارباب علم میں سے بعض کو تمنا کرتے یہ سنا گیا کہ کاش ہمارے پاس وقت ہوتا اور ہم بھی یہ تخصص کرتے، مرکز ہی میں شعبہ تحقیق و تصنیف قائم ہے۔ جس میں بندہ اور علامہ ذہبی مختلف اوقات میں تصنیفی خدمات میں مشغول رہتے ہیں۔ نیز باہر سے برآمدہ سوالات اور خطوط کے جوابات کا بھی بحمد اللہ مرکز انتظام کرتا ہے۔ اور انٹرنیٹ پر ہفتہ میں دو بیان بھی بروز اتوار اور بدھ رات ساڑھے دس بجے ہوتے ہیں۔ جن بیانات سے پاکستان کے علاوہ عرب امارات سعودی عرب برطانیہ امریکہ وغیرہ کے مسلمان مستفید ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب نماز عصر کے وقت مرکز پہنچے۔ مرکز کے طلباء نے حضرت کا پر تپاک استقبال کیا عصر کی جماعت تیار تھی۔ حضرت نے آتے ہی باجماعت نماز عصر ادا کی۔ بندہ کے

ذہن میں حضرت کا اور نقشہ تھا۔

بندہ نے نام تو حضرت اوکاڑوی کے ہاں رہتے ہوئے کئی بار سنا تھا بلکہ حضرت غازی پوری کے دو خط بھی حضرت اوکاڑوی کو لکھے تھے بندہ کی فائلوں میں اب بھی شاید محفوظ پڑے ہوں۔ آپ حضرت اوکاڑوی سے ملاقات کے لئے 1999 میں تشریف لائے تھے اور ایک ہفتہ لاہور میں ہی قیام رہا۔ ملتان کا ویزہ منسلک کی وجہ سے اس ملاقات کا ذکر انہوں نے اپنے اس مضمون میں کیا ہے جو ”الخیر“ کی خصوصی اشاعت میں شامل ہے۔ اور ہم اس مضمون کے آخر میں نقل کر دینے والے ہیں۔ مولانا اوکاڑوی خود دو دن جامعہ مدنیہ میں رہے۔ یوں دونوں احباب کی علمی مجالس لگتی رہی افسوس کہ میں جرم طفلی کی وجہ سے ان مجالس میں شریک نہ ہو سکا۔

خیر واپسی پر حضرت اوکاڑوی نے مجھے ان مجالس کی کچھ باتیں ضرور سنائی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ کی ہر بات اس قابل ہے کہ ریکارڈ کی جائے اور لکھی جائے آپ کے لطائف سے بھی علم ٹپکتا ہے“ یہ رائے حضرت غازی پوری کی تھی حضرت اوکاڑوی کا معمول تھا کہ اکثر سفر سے واپسی پر بندہ دبا تارہتا اور حضرت اسی سفر کے چیدہ چیدہ واقعات سناتے رہتے۔ تو یہ بھی اسی معمول کا حصہ تھا۔ خیر حضرت اوکاڑوی داغ مفارقت دے گئے اور جنت میں جا رہے۔

اکاذیب علی زئی غیر مقلد (قسط نمبر 2)

﴿علامہ عبد الغفار ذہبی سابق غیر مقلد استاد شعبہ التخصص فی التحقیق والدعوة﴾

زبیر علی زئی کے مزید دس جھوٹ

تنبیہ: علی زئی لکھتا ہے کہ اس روایت کی سند میں ابو بکر بن عیاش راوی ہے جس کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعہ ہیں۔ اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ بلفظہ

(امین اوکاڑوی کا تعاقب للعلیزئی ص 31 طبع 2005)

نیز لکھتا ہے کہ ابو بکر بن عیاش اور صحیح بخاری: نیز لکھتا ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ ابو بکر بن عیاش صحیح بخاری کے راوی ہیں لہذا انکی روایات کو ضعیف قرار دینا صحیح نہیں ہے ان اشکال کا جواب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں راویوں کی دو طرح کی روایات ہیں۔

1۔ اصول میں 2۔ شواہد و متابعات میں۔ اسمیں قسم اول کے راوی بلاشبہ ثقہ و حجت ہیں اور انکی روایات صحیح ہیں۔ بشرطیکہ ان میں شد و ذیالعتقاد نہ ہو۔ مگر قسم ثانی کی روایات کو صحیح قرار دینا غلط ہے [دیکھیے مقدمہ ابن الصلاح (علوم الحدیث ص ۱۰۱۵ انوع ۱۵)]

نور العینین لعلی زئی ص 181 طبع 2002]

اسکے بعد 20 روایات کو صحیح بخاری کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ آخر میں لکھتا ہے اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ جناب ابو بکر بن عیاش کی صحیح بخاری میں تمام روایات شواہد و متابعات پر مشتمل ہیں۔ بلفظہ (نور العینین للعلیزئی

ص 181.182.186.187)

علی زئی جھوٹ نمبر 11: علی زئی لکھتا ہے کہ 1- جنائز ب 96 ج 1 ص 186 مقطوع تابعی کا قول۔ نیز لکھتا ہے کہ 1- اثر تابعی ابو بکر بن عیاش عن سفیان التمار۔ اس روایت میں عیسیٰ بن یونس ثقہ نے ابو بکر بن عیاش کی متابعت تامہ کر رکھی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج 3 ص 334 بلفظہ (نور العینین ص 183.184)

تبصرہ: قال ابو شعیبہ و ابو زبیر امام بخاریؒ نے باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ و ابی بکرؓ و عمرؓ الخ

قائم فرما کر اس باب میں حدیث محمد قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا ابو بکر بن عیاش عن سفیان التمار الحدیث تخریج فرمائی ہے (صحیح بخاری ج 1 ص 186 ط کراچی ص 109 ط الریاض)

فلہذا ابو بکر بن عیاش کا مذکورہ طریق بخاری میں اصالت ہے اور جو علی زئی کذاب مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے من طریق عیسیٰ بن یونس ذکر کیا ہے وہ متابعت ہے نہ کہ اصالت۔

جب کہ علی زئی نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابو بکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعت ہیں (تعاقب ص 31) فلا خرابا تحقیق و یقین یہ علی زئی کذاب کا واضح جھوٹ ہے لعنہ اللہ علی الکاذبین

علی زئی جھوٹ نمبر 12: علی زئی لا مذہب لکھتا ہے کہ 6 ابواب الاعتکاف ب 17 ج 1 ص 274 نیز لکھتا ہے کہ 6: مرفوع ابو بکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ۔ الخ

اس روایت کے متعدد صحیح شواہد موجود ہیں۔ مثلاً ابوداؤد نسہ مجہائی ج 1 ص 341 ح 2463 عن ابی رافع عن ابی بن کعب۔ اس کی سند صحیح ہے اسے ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

شاید نمبر 2: حمید عن انس بن ترمذی وقال حسن صحیح غریب وصحہ ابن حبان، موارد 918 والحاکم والذہبی وغیرہم بلفظہ نور العینین 183.184)

تبصرہ: قال ابوزیر امام بخاری نے باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان قائم فرما کر حدیثا عبد اللہ بن ابی شیبہ ثابو بکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ الحدیث (بخاری ج 1 ص 274 ط کراچی، و ص 159 ح 2044 ط الریاض) میں اسکو اصالة تخریج فرمایا اور اس باب میں یہی حدیث ذکر کی ہے اور ابوداؤد، ترمذی وغیرہما کی روایات شاید ہیں نہ کہ متابعت جبکہ علی زئی و جال نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعت ہیں۔ فلہذا بالتحقیق والیقین صحیح بخاری کی روایت اصالة ہے نہ کہ متابعت یہ علی زئی کذاب کا روز روشن کی طرح واضح جھوٹ ہے لعلہ اللہ علی اکاذبین

علی زئی جھوٹ نمبر 13: علی زئی لکھتا ہے 7۔ جہاد ب 70 ج 1 ص 404

نیز لکھتا ہے

7: مرفوع ابوبکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ: الخ صحیح بخاری کے اسی صفحہ پر عبد اللہ بن دینار عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ الخ کی سند سے یہی روایت موجود ہے اسے متابعت قاصرہ کہا جاتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ ابوبکر بن عیاش اس روایت کے ساتھ منفر د نہیں ہیں بلفظہ نور العینین ص 183.185)

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب الحراسة فی الغزو فی سبیل اللہ عز وجل قائم فرما کر اس باب میں حدیث متفقہ بن یوسف ثنا ابوبکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ الحدیث تخریج فرمائی بخاری ص 404 ط کراچی و ص 232 ح 2886 ط الریاض

اسکے بعد امام بخاریؒ نے عبد اللہ بن دینار عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ الحدیث کے طریق کو ذکر کیا ہے مگر اس موقع پر ابوبکر بن عیاش کا طریق اصالة ہے اور عبد اللہ بن دینار کا متابعت قاصرہ ہے نہ کہ اصالة جبکہ علی زئی اکذب الناس نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعہ ہیں۔ فلہذا بالتحقیق والیقین یہ علی زئی کا سیاہ جھوٹ ہے۔ لعنة اللہ علی الکاذبین

جھوٹ نمبر 14: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ 8 مناقب ب 1 ج 1 ص 496 اثر صحابی کا قول۔ نیز لکھتا ہے کہ 8۔۔ موقوف اثر صحابی، ابوبکر عن ابی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ۔ الخ یہ صحابی کا قول ہے لہذا صحیح بخاری کے اصل موضوع سے خارج ہے بلفظہ نور العین ص 183.185

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب المناقب وقول اللہ تعالیٰ یا ایہا الناس الخ۔۔ قائم فرما کر اس آیت کی تفسیر میں حدیث خالد بن یزید الکاهلی قال حدیث ابوبکر عن ابی حصین عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ الحدیث۔۔ بخاری ج 1 ص 496 ط کراچی و ص 285 ح 3489 ط الریاض

امام بخاریؒ نے ابوبکر بن عیاش کے طریق کو اصالة تخریج فرمایا ہے یاد رہے امام بخاری، امام مسلم وغیرہما کے نزدیک صحابی کی تفسیر مسند و مرفوع حدیث کے حکم میں ہے مثلاً (تفسیر الصحابی عندہما مسند، تفسیر الصحابی مرفوع) مستدرک حاکم ج 1 ص

123 وئی نسخہ ص 211 و معرفت علوم الحدیث ص 20 و تقریب مع التدریب للحدوث

ج 1 ص 156 و تدریب مع التقریب للسیوطی ج 1 ص 157 و غیرھا

حضرت ابن عباس کی یہ تفسیری روایت ان ائمہ کے نزدیک حکماً مرفوع و مسند حدیث کے حکم میں ہے اور صحیح بخاری کے اصل موضوع کے مطابق ہے مگر علی زئی کی یہ جہالت علم حدیث و اصول حدیث کو دیکھئے کہ مسند و مرفوع حدیث جو بتصریح ائمہ خصوصاً امام بخاری و امام مسلم و غیرہما مرفوع کو موقوف قرار دے کر صحیح بخاری کے اصل موضوع سے خارج کرنے کی ناکام کوشش کی ہے فلاخیر یہ ابوبکر بن عیاش کا طریق اصالت ہے نہ کہ متابعت۔۔۔ جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعت ہیں۔ فلہذا بالتحقیق والیقین علی زئی غیر مقلد کا یہ سفید ہی نہیں بلکہ سیاہ جھوٹ ہے۔

لعنہ اللہ علی الکاذبین۔

علی زئی جھوٹ نمبر 15: علی زئی لکھتا ہے کہ 9۔ تفسیر سورۃ آل عمران ب 12 (واضح

ب 13۔ ذ) ج 2 ص 655 اثر صحابی کا قول۔ نیز لکھتا ہے کہ 9۔۔ موقوف اثر صحابی

: ابوبکر عن ابی حصین عن ابی الفضل عن ابن عباس۔۔ الخ صحیح بخاری کے اسی صفحے پر

اسرائیل (بن یونس) نے ابوبکر کی متابعت تمامہ کر رکھی ہے بلفظہ نور العینین ص

(185.183)

تبصرہ: امام بخاری نے باب ان الناس قد جمعوا الکلم وئی نسخہ قولہ الذین قال لهم الناس

ان الناس قد جمعوا الکلم فاشوہم الایۃ۔۔ قائم فرما کر اصالت حدیث احمد بن یونس ارادہ قال

حدثنا ابوبکر عن ابی حصین عن ابی الفضل عن ابن عباس حسبنا اللہ نعم الوکیل قالہا ابراہیم

حصین القی فی النار وقالہا محمد ﷺ الحدیث۔ تخریج فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری ج 2 ص 655 ط کراچی و ص 375 ج 4563 ط الریاض) یہ حدیث مرفوع ہے موقوف نہیں کیونکہ جملہ قالہا محمد ﷺ بصراحت ہے اور من طریق اسرائیل عن ابی حصین موقوف ہے۔ قارئین کرام علی زئی غیر مقلد صاحب سے پوچھیں کہ کیا ان کے پاس سرمہ نہیں ہے انہیں چاہیے کہ آنکھوں میں سرمہ بھی ڈالیں اور ماہر امراض چشم کے پاس بھی جائیں تاکہ انہیں یہ حدیث مرفوع نظر آ سکے۔ کذب بیانی بھی کر رہے ہیں اور اس پر سینہ زوری بھی۔ فلہذا بالتحقیق والیقین امام ابو بکر بن عیاش الکوئی کا طریق اصالة ہے نہ کہ متابعت ہے۔ جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابو بکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعت ہیں۔ یہ علی زئی کذاب دجال کا سفید ہی نہیں بلکہ سیاہ ترین جھوٹ ہے۔ لعنة اللہ علی الکاذبین۔

علی زئی جھوٹ نمبر 16: علی زئی لکھتا ہے 10 تفسیر سورة الحشر 4 (واصحیح ب 5- ذ) ج 2 ص 725 اثر صحابی کا قول۔ نیز لکھتا ہے کہ 10 موقوف اثر صحابی.. ابو بکر عن حصین عن عمرو بن میمون قال قال عمر رضی اللہ عنہ.. الخ صحیح بخاری میں ہی جریر بن عبد الحمید ج 1 ص 187 (واصحیح ص 186- ذ) اور ابو عوانہ ج 1 ص 524 نے اس روایت میں ابو بکر بن عیاش کی متابعت تامہ کر رکھی ہے۔ بلفظہ نور العینین ص (185.183)

تبصرہ: امام بخاری نے باب قوله والذین یتودعون الی الدار والایمان قائم فرما کر اس کی تفسیر میں حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابو بکر عن حصین عن عمرو بن میمون قال قال عمر (الحدیث) تخریج و نقل فرمائی ہے۔ صحیح بخاری ج 2 ص 725 ط کراچی و ص 418 ج

4888 ط الریاض) اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے نزدیک صحابی کی تفسیر مسند و مرفوع حدیث کے حکم میں ہے کمافی (متدرک للحاکم ج 1 ص 123، ونی نخضہ ص 211 و معرفت علوم الحدیث للحاکم ص 20 وغیرہا) امام بخاریؒ نے اسکو حکماً مرفوع و مسند سمجھ کر اپنی صحیح میں اصالةً احتجاجاً تخریج فرمایا مگر زبیر علی زئی جو علم حدیث و اصول حدیث سے جاہل ہے اسکو موقوف قرار دیتا ہے۔ حالانکہ یہی حدیث صحیح بخاری ج 1 ص 186. 187 ط کراچی و ص 109 ح 1392 ط الریاض اور ص 301 ح 3700 و ص 601 ح 7207 پر مرفوع بھی موجود ہے۔ اور یہ علی زئی کی واضح جہالت ہے۔ جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابو بکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعہ ہیں۔ یہ علی زئی کا واضح جھوٹ ہے۔
لعنہ اللہ علی الکاذبین۔

علی زئی جھوٹ نمبر 17: علی زئی لکھتا ہے کہ 11۔ فضائل القرآن ب 7 ج 2 اور ص 748 یہ روایت نمبر 6 پر گزر چکی ہے نیز لکھتا ہے کہ 11۔ مرفوع۔ یہ روایت 6 پر گزر چکی ہے (نور العینین ص 183. 185)

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب کان جبرئیل یعرض القرآن علی النبی ﷺ الخ۔ قائم فرما کر اس باب میں حدیثا خالد بن یزید قال حدیثا ابو بکر عن ابی حصین عن ابی صالح (ذکوان) عن ابی ہریرہؓ (الحدیث) تخریج فرمائی ہے۔ بخاری ج 2 ص 748 ط کراچی و ص 433 ح 4998 ط الریاض) جو حکماً اصالةً ہے علی زئی نے جو ابوداؤد و ترمذی وغیرہا کی روایتوں کو شواہد کے طور پر بیان کیا ہے وہ شاہد ہیں جب کہ امام بخاری کی پیش کردہ حدیث ان کے مقابلے میں اصالةً ہے۔ جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ

جاتے تھے۔

یہ سلسلہ ۱۴۱۲ھ تک رہا اس کے بعد چند سال مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات میں صحیح بخاری اور شرح معانی الآثار کا درس دیا۔ اسی اثنا میں تقریباً دو ڈھائی سال کے عرصہ تک مدرسہ معبد الخلیل الاسلامی بہادر آباد میں اساتذہ کی ایک جماعت کو بھی درس دیتے رہے۔

حضرت مولانا کی شخصیت علم و فضل زہد و تقویٰ میں بے مثال تھی۔ وسعت مطالعہ کے ساتھ تحقیق و تدقیق کے میدان میں مولانا کو بہت اونچا مقام حاصل تھا۔ خصوصاً فن رجال میں اس دور کے اندر مولانا کا کوئی ثانی نہ تھا۔ علم حدیث سے حضرت کو بڑا گہرا شغف تھا اور زندگی کا بڑا حصہ علم اصول حدیث کی خدمت میں گزاریا۔ محدث ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوریؒ کی مشہور زمانہ کتاب ”المدخل“ پر آپ کا شاہکار تبصرہ اس پر شاہد عادل ہے۔ نیز ”امام ابن ماجہ اور علم حدیث“ آپ کی اس قدر عمدہ تصنیف ہے کہ اس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے اگر آج طلباء اس کے مطالعہ کو معمول بنالیں تو فن حدیث کے متعلقات میں صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے ”ما تمس الیہ الحاجة لمن یطالع سنن ابن ماجہ“ جواب بلا و عرب میں الامام ابن ماجہ و کتابہ السنن“ کے نام سے چھپ چکی ہے حضرت کے علمی مقام کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تین سو صفحات سے زائد یہ کتاب حضرت نے بیس دن سے کچھ اوپر میں تصنیف فرمائی جبکہ تدریس و تعلیم کے دوسرے مشاغل بھی جاری تھے۔ شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ مقدمہ کتاب میں بات کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ”ولکن لا غرابة فی ذالک فقد کان فی شبابه نشیطاً انبأ فی العقل لا یعرف الكل فی الملل مع ما عطاہ اللہ تعالیٰ من ذکا نادر وفہم ثاقب واطلاع واسع علی کتب الحدیث ومتعلقاتہ وعلی مواضع الفوائد الحدیثیة والاصولیة المنشورة فی نشیئہ الکتب“۔

نورالعینین ص 183-186)

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب ما یقی من خبثہ المال الخ۔ قائم فرما کر حدیث یحییٰ بن یوسف قال حدثنا ابو بکر (بن عیاش) عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ۔ الحدیث تخریج فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری ج 2 ص 952 ط کراچی و ص 540 ح 6435 ط الریاض)

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اصالۃ نقل فرمایا نہ کہ متابعت اور نمبر 7 والی روایت میں بھی امام بخاریؒ نے پہلے امام ابو بکر بن عیاش کے طریق کو تخریج فرمایا پھر متابعت میں عبد اللہ بن دینار کے طریق کو ذکر کیا۔ جبکہ علی زئی دجال نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابو بکر بن عیاش

کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعت ہیں۔ بالتحقیق والیقین یہ علی زئی کذاب و دجال کا واضح جھوٹ ہے۔ لعتہ اللہ علی اکاذبین۔ علی زئی جھوٹ نمبر 20: علی زئی لکھتا ہے کہ 16 الرقاق ب 14 (واصح ب 15 ذ) ج 2 ص 954 نیز لکھتا ہے کہ 16۔ مرفوع ابو بکر عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ۔ الخ اس روایت میں دو ثقہ راویوں نے ابو صالح کی متابعت تامہ کر رکھی ہے۔ (1) الا عرج صحیح مسلم ج 1 ص 336 (2) یزید بن الاصم مسند احمد ج 2 ص 539۔ 540۔ 543 وغیرہ بلفظہ نورالعینین ص 183-186)

تبصرہ: امام بخاریؒ نے باب الغنی غنی النفس الخ۔ قائم فرما کر اصالۃ حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابو بکر قال حدثنا ابو حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ۔ الحدیث تخریج فرمائی ہے۔ صحیح بخاری ج 2 ص 954 ط کراچی و ص 541 ح 6446 ط الریاض)

امام بخاریؒ کی حدیث اصالتہ ہے نہ کہ متابعت۔ اور صحیح مسلم و مسند احمد کی روایت متابعت ہے نہ کہ اصالتہ جب کہ علی زئیؒ نے تصریح کر رکھی ہے کہ ابوبکر بن عیاش کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعت ہیں۔ یہ علی زئیؒ کذاب بلکہ اکذب الناس کا واضح ترین جھوٹ ہے۔ لعنہ اللہ علی اکاذبین۔

تنبیہ: قال ابو زبیر، علی زئیؒ کذاب نے ابوبکر بن عیاش کی متابعات کو بیان کرتے ہوئے ابو صالحؒ کی دو راویوں سے متابعت تامہ ثابت کر رہا ہے جو کہ اسکے حافظے کی خرابی کی واضح دلیل ہے۔ قارئین کرام علی زئیؒ کذاب کو مشورہ دیں کہ وہ کسی دماغ کے ماہر ڈاکٹر سے علاج کروائیں۔ نوٹ: یہ اکاذیب علی زئیؒ کی کتاب نور العینین کے صرف ایک صفحہ کے ہیں اور یہ اسکی تحقیق کے مطابق ہیں۔ اور ان کی دوسری کتابوں کا بھی یہی حال ہوگا۔ ہم انشاء اللہ ان کا بھی جائزہ لیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نشان نجات

سنن ابوداؤد کی ایک صحیح حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جانے کی پیشین گوئی فرمائی اور پھر فرمایا ان تہتر میں سے (۷۲) جہنم میں جائیں گے ایک جنت میں۔ نجات پانے والی جماعت کے بارے میں فرمایا انا علیہ واصحابی میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والے پھر آپؐ نے اپنے طریقے کو سنت فرمایا علیکم بسنتی (المحدث) اور صحابہ کو جماعت فرمایا تو ناجی یہی اہل سنت والجماعت ہوئے۔

آراء طلباء التخصّص فی التحقیق والدعوة ((ادارہ))

ویسے تو بحمد اللہ ہمارے مدارس میں جو درس نظامی پڑھایا جاتا ہے اس سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء میں اچھی استعداد پیدا ہو جاتی ہے لیکن مرور زمانہ اور طبائع کی کمزوری کی وجہ کچھ فنون میں تخصّص کروائے جاتے ہیں تاکہ متعلقہ علوم میں اعلیٰ قسم کے اسپیشلسٹ تیار ہو سکیں ہمارے ملک میں اس قسم کے تخصّصات عموماً چار موضوعات پر ہو رہے ہیں۔ (1) التخصّص فی الحدیث: اس میں علم حدیث کے متعلق علوم پڑھا کر فن حدیث میں مزید استعداد بنائی جاتی ہے۔ اس قسم کا سب سے کامیاب تخصّص جامعۃ العلوم الاسلامیہ بخوری ٹاؤن کراچی کا جا رہا ہے۔ جہاں امام المحدثین مولانا عبدالرشید نعمانی اپنی خدمات انجام دیتے رہے ہیں اور اب ان کے بھائی مولانا عبدالعلیم چشتی اس شعبہ کے رئیس ہیں۔

(2) التخصّص فی الافقاء: اس میں فتویٰ نویسی کا فن سکھایا جاتا ہے۔ یہ تخصّصات اکثر علاقوں میں بڑے بڑے جامعات میں قائم ہے۔

(3) التخصّص فی التکمیل: اس میں طلباء کو مزید کتب معقولہ کی تعلیم دی جاتی ہے مثلاً شمس بازغہ، حمد اللہ، صدر اور غیرہ پڑھا کر معقولات میں ماہر بنایا جاتا ہے، اس سے اچھے مدرسین تیار ہوتے ہیں۔

(4) التخصّص فی التحقیق الدعوة: یہ تخصّص تحقیق و تصنیف دعوت و ارشاد میں کامیاب افراد پیدا کرنے کیلئے ہے، تاکہ یہاں سے فارغ ہونے والے افراد احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ بطریق احسن ادا کر سکیں ہمارے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

میں شوال ۱۴۲۷ھ میں تخصّص شروع کیا گیا۔ داخلہ محدود تھا صرف پندرہ طلبا کو داخلہ دیا گیا اور سال بھر (1) اصول حدیث (2) اصول جرح و تعدیل (3) فن اسماء الرجال (4) اصول مناظرہ (5) اصول تفسیر (6) اصول فقہ (7) دفاع فقہ اور فقہا (8) تردید اہل بدعت (9) دفاع صحابہؓ (10) حقانیت اسلام (11) ختم نبوت۔ جیسے اہم عنوانات پر بیسیوں کتب سے تیاری اور مراجعت کروائی گئی۔ اب مرکز کے طلبا کی آرا پیش کی جاتی ہیں۔

ابوانس مولانا غلام اکبر جھنگوی: اس پر فتن دور میں جب ہر طرف سے دشمنان اسلام یعنی فرق ضالہ مہملہ کامل دین اسلام و اہل اسلام یعنی علمائے حق کے حقیقی و خوب صورت چہرہ پر گمراہی کی سیاہ چادر ڈالنا چاہتے ہیں تو اس دشمنان اسلام کے حملہ سے بچنے اور گمراہی کی سیاہ چادر کو پھاڑنے اور امت مسلمہ کو حقائق سے آگاہ کرنے کے لئے یہ تخصّص فی الدعوة والتحقین ریڑھ کی ہڈی کہ حیثیت رکھتا ہے۔

مولانا فیاض صادق: چند ماہ کے قلیل عرصہ میں مسلک حق اہل السنۃ والجماعۃ کی ترجمانی علم و حکمت اور حدیث و فقہ کے اسرار و رموز، احقاق حق اور ابطال باطل کے علاوہ اصول حدیث، اصول فقہ، اصول مناظرہ، اصول جرح و تعدیل، اصول تفسیر، دفاع صحابہؓ، دفاع فقہ و فقہا، حقانیت مذہب اہل السنۃ والجماعۃ، حالات مصنفین، جیسے عظیم مضامین کی تیاری کا موقع ملا جس نہج و طریق پر مرکز ہذا میں اصحاب علم و دانش گامزن ہیں۔ اسکی مثال محال ہے۔ اللہ تعالیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کو حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے۔ اور اس کے جملہ اراکین کو اتحاد و اتفاق کے ساتھ اکابرین علماء

دیوبند کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تمام مدارس کے طلباء کرام سے گزارش ہے کہ فراغت کے بعد فرق باطلہ کے سامنے سد سکندری بننے کیلئے مرکز ہذا میں تخصص فی التحقیق والدعوة میں شرکت کریں

مولانا امان اللہ خان: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں اس سال شعبہ تخصص فی التحقیق والدعوة میں ہم نے یہ اسباق پڑھے۔ اصول حدیث، اسماء الرجال، مسائل فرق باطلہ، اصول فقہ، اصول مناظرہ وغیرہ الحمد للہ عمدہ اور اچھے اسباق پڑھے۔

مولانا قطب الدین: الحمد للہ اللہ کے فضل و کرم سے اور اساتذہ کی شفقت سے اور والدین کی دعاؤں سے ایک سال کے عرصہ میں وہ علوم و فنون پڑھے اور سنے جن کو عرصہ نو سال میں نہ سنانہ دیکھا۔ ہر مسئلے کے اصول پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ حق اور صحیح مذہب اہل السنۃ والجماعۃ احناف علماء دیوبند ہی ہے۔ باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان حضرت مولانا منیر احمد صاحب منور اور ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد الیاس گھمن کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

مولانا مقصود احمد: اصول حدیث اور حقیقت سے ناواقفیت، واقفیت میں بدلی۔ اور ناپید علم اسماء الرجال سے بہت معلومات حاصل ہوئیں۔ بہت ساری کتب کے مطالعہ سے لطف اندوز ہوئے جس سے تحقیقی ذوق بنا اور اپنے مسلک کے دفاع کا جذبہ موجزن ہوا۔

مولانا محمد نواز: الحمد للہ اس شعبہ میں کام کی بے حد ضرورت تھی بالخصوص گمراہ کن فقہ غیر مقلدیت کے بارے معلوم ہوا کہ اہل حدیث نہیں بلکہ منکرین حدیث ہیں۔ اور

اس بات کا علم ہوا کہ جو علماء دیوبند کے ساتھ عقائد میں متفق نہیں وہ اہل السنۃ والجماعۃ سے نہیں۔

مولانا گل محمد: الحمد للہ اس مرکز میں بہت فائدہ ہوا سب سے پہلے مسئلہ حیات النبی ﷺ، مسئلہ وحدۃ الوجود، عذاب قبر، فن اسماء الرجال کو اس مرکز کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام مسائل کو یاد کرنے کی توفیق دی۔ تمام طلبہ کو دعوت ہے کہ تخصص ضرور کریں۔

مولانا منیر جھنگوی: تخصص فی التحقیق والدعوة میں شریک ہونے سے قبل اس کی افادیت حاشیہ خیال میں بھی نہ تھی۔ وہ علوم و فنون جو اس وقت خال خال کسی مدرسہ میں ہوں ان کا حصول مجھے یہی سے ہوا۔ مثلاً ان میں اسماء الرجال، اصول حدیث و فقہ وغیرہ۔

مولانا عمر دراز: بحمدہ تعالیٰ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے زیر اہتمام منعقد کردہ ایک سالہ کورس بنام تخصص فی التحقیق والدعوة میں شرکت سے بہت سارے علوم سے تعارف و ایستگی ہوئی اور بہت زیادہ فائدہ ہوا۔ اللہ مرکز کو دن دو گنی، رات چو گنی ترقی عطا فرمائے۔

مولانا وسع اللہ خان: تخصص کے فوائد ذوق مطالعہ، باطل کے سامنے ڈٹ جانا، ہر بات کو اصول کے ساتھ بیان کرنا اصول حدیث، اصول فقہ، اصول مناظرہ سے واقفیت غیر مقلدین کے جھوٹے ہونے کا علم یہ سب فوائد مرکز ہذا میں منجانب اللہ عطاء ہوئے۔

مولانا عبدالرؤف کراچی: فراغت کے بعد تخصص فی التحقیق والدعوة میں داخلہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ کم عرصے میں نایاب مضامین سے واقفیت ہوئی مثلاً غن اساء الرجال، اصول جرح وتعدیل، اصول حدیث، اصول فقہ، تقابلی ادیان، فن مناظرہ وغیرہ۔

مولانا ابوبکر اوکاڑوی: شعبہ تخصص میں ایسے فوائد حاصل ہوئے جس کا وہم و گمان بھی نہ تھا وہ چیزیں جن سے نا آشنا تھے اور فرق باطلہ کے عقائد باطلہ کھل کر سامنے آئے اور بے شمار کتب جن کے نام سے نادانف تھے یہاں درس پڑھی، اللہ اتحاد کو ترقی عطا فرمائے۔

خوشخبری

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان کے زیر اہتمام

الاتحاد ریسرچ سنٹر

قائم کیا گیا ہے جس میں اختلافی مسائل میں احسن طریقہ سے تحقیق کروائی جاتی ہے۔
ایک بار تشریف لائیں اور اپنی ذہنی الجھن کو دور فرمائیں۔

محمد حسین بلڈنگ بیسمنٹ نلکیوں والی گلی حسن سینٹر اچھرا موڑ فیروز پور لاہور

0321-4752570, 0427594979

قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف

(مولانا ابن عساکر رحمہ اللہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ذمہ داران قافلہ حق اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی تگ و دو سے قافلہ حق اپنی ترقی کی اوج ثریا کی طرف رواں دواں ہے۔ اب تک باطل کو چھوڑ کر حق، کفر کو ترک کر کے اسلام، بدعت کو پھینک کر سنت کو اختیار کرنے والے بہت سے خوش قسمت حضرات کے اسماء گرامی قارئین کی نظر ہو چکے ہیں اور اس شمارہ میں بھی ایک ایسے خوش قسمت کا ذکر ہونے کو ہے جو نسل کے لحاظ سے ہی غیر مقلد تھے بلکہ انکا پورا گھرانہ بھی غیر مقلد تھا۔ ان کی تعلیم و تربیت بھی غیر مقلدین کے مدارس سے ہوئی مگر جب اللہ تعالیٰ نے رحم و کرم فرمایا تو انہوں نے اعلان حق کیا اور کھل کر مذہب اہل السنۃ والجماعۃ احناف علماء دیوبند کے قافلہ حق میں بشمول ان کے تمام عقائد و اعمال کے شرکت کا اعلان کیا۔

اور اپنے لیے گئے انٹرویو میں فرمایا کہ ہوش سنبھالنے کے بعد مسلک حقہ علما اہل السنۃ والجماعۃ احناف کا علم نہ ہونے کی وجہ سے بیع اہل گھرانہ غیر مقلد رہا۔ اور بدقسمتی سے سکول کے ٹیچرز بھی غیر مقلد تھے جو تعلیم کی آڑ میں عقائد باطلہ کا اظہار کرتے۔ بعد ازاں لاہور میں تعلیم شروع کی اور جب اساتذہ نے فارسی، صرف نحو کی تعلیم شروع کر دائی تو میں نے ایک سوال کیا کہ ہم اہل حدیث ہونے کے باوجود یہ کیوں پڑھتے ہیں تو جواب ملا کہ ابتداء میں ایسے ہوتا رہتا ہے پھر بفضلہ تعالیٰ ایک مرتبہ بندہ دورہ تفسیر کیلئے فیصل آباد گیا تو وہاں معلوم ہوا اور ذہن بنا کہ احناف کے پاس تو ہر مسئلہ

پر دلیل ہے مگر جب اپنے غیر مقلدین سے اس کا ذکر کیا تو جواب ارشاد ہوتا ہے کہ دلائل تو ہیں مگر یہ صحیح نہیں اسکے بعد سمجھ آئی کہ حق پر یہی ہیں اسکے بعد غور و خوض کیلئے احسن الکلام کا مطالعہ شروع کر دیا اور اسکے ساتھ ساتھ خیر الکلام مصنف محمد گوندلوی شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ کا بھی مطالعہ بھی کیا مگر میں نے احسن الکلام کے دلائل کو بہت ہی ٹھوس پایا۔

بوفیق اللہ تعالیٰ اسکے بعد میں نے فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ چھوڑ دیا۔ رفتہ رفتہ رفع یدین پر غور کرنے کیلئے حضرت شیخ الہند کی کتاب ایضاح الاولیہ کو پڑھا۔ اسیں حضرت نے نکتہ بیان فرمایا کہ رفع یدین کرنے کے بارے میں اختلاف نہیں اصل بات دوام، عدم دوام کی ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ان کے پاس اصول پر کوئی کتاب نہیں جس سے یہ روزمرہ کی زندگی کے احکامات کے بارے میں راہنمائی حاصل کیا جاسکے۔ ان کے آپس کے اختلافات ہیں۔ خود میرے گاؤں میں بعض خود رکوع کے ہاتھ باندھ لیتے ہیں جب اپنے اساتذہ سے اس بارے میں راہنمائی چاہی تو ارشاد ہوا اختلافات ہوتے رہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ دراصل بظاہر قرآن و حدیث کا نام لیتے ہیں مگر واقع میں نہ قرآن کو مانتے ہیں نہ حدیث کو

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکہ بازی گر کھلا

آخر میں بندہ تمام اہل اسلام کو دعوت حق دیتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک حقہ علماء احناف دیوبند سے وابستہ رکھے آمین۔ قارئین آپ خود سوچ رہے ہوں گے کہ قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف روانہ خوش قسمت کون صاحب ہیں۔ تو میں آخر میں عرض کر ہی دوں یہ ہیں جناب مولانا محمد حسن سلطانی صاحب منڈی احمد آباد تحصیل دیپال پور اور کاڑھ۔

تصحیح غلط

- (1) جھوٹ نمبر 4 کے تحت والحدیث صحیح مسلم غلط۔ والحدیث فی صحیح مسلم صحیح
- (2) جھوٹ نمبر 5 کے تحت چھوٹے الفاظ ص 303.526 اور اپنی تحقیق خلاف غلط واپنی تحقیق کے خلاف صحیح
- (3) جھوٹ نمبر 6 ص 54.53 کے تحت ص 695 غلط۔ ص 305 صحیح
- (4) جھوٹ نمبر 7 کے تحت ص 56.55 کے طریق بیان کرنا غلط۔ کے طریق کو بیان کرنا صحیح۔
- (5) جھوٹ نمبر 9 کے تحت ص 56.55 ص 695 غلط اور ص 305
- (6) جھوٹ نمبر 10 کے تحت ص 56 کے تحت عبداللہ بن عمر غلط اور عبید اللہ بن عمر صحیح
- (7) ص 57 کے تحت کمپوزر نے سہو آیت الا لعنة الله على الظالمین کو چھوڑ دیا ہے اور اشتباہاً لفظ الا کو آیت لعنت اللہ علی الکذبین کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور یہ غلط ہے اور کذاب غلط اور کذاب صحیح ہے۔

قارئین قافلہ حق گزشتہ شمارے میں صفحہ نمبر 17 پر کمپوزنگ کی غلطی سے وقیل ذات رسول اللہ من انہ چھپ گیا تھا جبکہ صحیح من حیث انہ رسول اللہ ہے۔ اور ص 18 پر غلطی سے الحدیث اعم من یكون چھپ گیا تھا جبکہ صحیح اعم من ان یكون ہے (ادارہ)

عالم اسلام کے مایہ ناز محقق، مصنف مفکر اسلام حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب
دامت برکاتہم کا مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام کے متعلق

فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد و نبوی کے ساتھ
فریضی قبر مبارک میں درج جاوگ کے تعلق سے سوال
فرمادہ ہونا اور جسد جاوگ کا محفوظ ہونا اور تدفین
پر برکت جانے والے صلوٰۃ و سلام کا بنیادی اسط کے
علی اللہ و سلم سننا اور درود سے پڑھنا جانا اسے
صلوٰۃ و سلام کا دلائل کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
تک پہنچا دینا۔ یہ سب اول السنۃ والجماعۃ کا اجماعی
مقصد ہے۔ اور جو شخص اس عقیدہ کا انکار کرے
یہ اول السنۃ والجماعۃ میں خارج ہے بعد ازیں اور
مستثنیٰ ہے۔ اسے شخص کے چہرے غازیہ و سنہ و کھوپڑی

۵۰

یا اللہ مدد

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے زیر اہتمام

انعام

رمضان المبارک
۱۴۲۸ھ

14

بروز جمعرات

افتتاح

۱۴۲۸ھ

3 شعبان

بروز ہفتہ

پانچواں
سالانہتفسیر القرآن الکریم
دورہ ۳